جواہرِ تصوّف

مرتّبہ

دربار قادریہ فاضلیہ (بٹالہ شریف) فیروز پور روڈ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علیہ وآلہ ومن اشتاق بنور جمالہ
سیما شیخی عبد القادر نعم المولیٰ ونعم الناصر

اس کتاب کا نام "جواہر تصوف" رکھا گیا ہے اور طبع اس
لئے کرائی جا رہی ہے کہ خلائق استفادہ کرے۔ جناب مستطاب
حضور قبلہ و کعبہ مرشدی و مولائی حضرت مولانا عارف کامل سید
میاں نذر محی الدین قادری سجادہ نشین دربار قادریہ فاضلیہ نے
حکم دیا کہ اس کتاب کا دیباچہ نہایت مختصر طرز میں لکھوں۔ مجھ ناچیز

کم از غیر مستطیع کے لئے یہ ذمہ داری کیا حقہ ادا کیونکر ادا ہو سکتی تھی۔ مگر اطمینان کا باعث یہ تصور ہوا۔ کہ میں حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ اور ان متبرکہ کی طفیل برکات عالیہ سے کچھ حاصل کرنے کا امیدوار ہو جاؤنگا

درقافلہ کہ اوست دانم نہ رسم   ایں بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم

اس کتاب میں وہ متبرک جمع کئے گئے ہیں۔ جو کہ دربار زوادریہ ذاضلیہ بٹالہ شریف کے بانی معظم قبلۂ سالکین کعبۂ عارفین حضرت ابو الفرح سید محمدؒ فاضل الدین (رضوان اللہ علیہ) وآں ممدوحؒ کے فرزند اکبر حضرت علامہ اہل اللہ قطب الارشاد میاں سید غلام قادرؒ وحضرت بانی معظم ممدوح کے پوتے حضرت فضیلت دستگاہ ولایت پناہ میاں سید غلام غوثؒ اور ان کے فرزند اکبر حضرت قبلۂ مقربان الٰہ مستجمع کمالات علم وفضل میاں سید محمد شاہؒ اور ان کے (یعنی حضرت سید محمد شاہؒ کے) پوتے کے فرزند اکبر حضرت عرفان دستگاہ بحر ذخار علوم حافظ قبلہ اولیاء اللہ میاں سید ظہور الحسین رحؒ کے کلام کا انتخاب ہیں۔ حضرت مدینۃ العلم سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کامل وجود محمدی جو کہ دو البیان والحکمۃ ہیں۔ ان کی شان میں فرمایا ہے

وفیک الکتب المبین الذی   باحرفہ یظہر المضمر

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کتاب مبین (روشن کتاب) ہیں۔ اور آنحضور کی صفات کا ایک ایک حرف اسرار الٰہی کے کھلنے کا ذریعہ ہے یہی کتاب مبین ہے جس کے مطالعہ میں ان اولیاء کرام نے زندگیاں بسر کیں۔ اور اسی

کتاب مبین سے خلائق کو روشناس و متعارف کرانے کے لیئے انہوں نے تنزیہ و تصفیہ اور نشر و نظم کے ذریعہ روحانی فیضان کی اشاعت فرمائی۔ اس لیئے یہ ناشناس تحسین گزاری ہو گی۔ اگر ان اشعار کو جو کہ "جواہر تصوف" کی صورت میں چھاپے جا رہے ہیں محض شعر سمجھا جائے ان اشعار میں وہی حکومت و عرفان موجود ہے۔ جس کا ذکر حدیث پاک میں ہے۔ کہ بعض اشعار حکمت (دانش) ہوتے ہیں۔ اس کتاب "جواہر تصوف" میں ایک حصہ وہ بھی ہے جسے تعلیمات تصوف کے اعتبار سے نہایت ممتاز تصنیف سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کے اقدار کو بخوبی پہچان لیا جائے تو ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ حصہ ایک مستقل تصنیف تصوف میں بطور کتاب الاصول کے ہے یہ ہے "رمز العشق" تصنیف حضرت قبلہ علامہ اہل اللہ مولانا میاں سید غلام قادرؒ، رمز العشق کو بخوبی سمجھنے کے لئے کئی دشواریاں ضرور موجود ہیں۔ اور حقیقتہً وہی اس کے غوامض اور بلندیوں تک پہنچ سکتا ہے جو عالم شریعت اور دانائے طریقت ہو۔ اس کی شروح بزبان فارسی موجود ہیں جن سے اسرار کی وضاحت ہو سکتی ہے۔

میں اس دیباچہ میں یہ بھی درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآن حکیم میں شعراء کے کلام کو قابل اعتنا نہیں سمجھا گیا مگر اس ارشاد میں الا الذین آمنوا وعملوا الصٰلحٰت وذکروا اللہ کثیراً کے ذریعہ شعراء کی اس جماعت کو ممتاز فرما دیا گیا۔ جن کو خلوص فکر (یقین و ایمان) اور خلوص عمل (صالحات) کی دولت ملی ہوئی ہے اور جو اپنے شعروں میں اللہ کی یاد اکثر کرتے ہیں

ایسے شعراء کے کلام کی قدردانی ضرور ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جب کوئی نعت خوانی کرتے تو ان کے حق میں آنحضرت دعا فرماتے۔ اس ہی ذیل میں مشہور واقعہ مصنف قصیدہ بردہ (عربی) کا قابلِ تحریر ہے۔ کہ انہوں نے اپنی شدید علالت میں، جب کہ وہ علاج سے مایوس ہو گئے تھے، قصیدہ بردہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں تصنیف کیا تو اس رات خواب میں آنحضرتؐ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آنحضرتؐ نے ان کے جسم پر ہاتھ مبارک لگایا تو وہ اسی وقت صحت مند ہو گئے۔ صبح اٹھے تو واقعی تندرست تھے۔

ایک اہلِ باطن درویش نے بیان کیا تھا۔ کہ جب وہ قصیدہ (خواب میں) رات میں آنحضرتؐ کی خدمت میں پڑھا جا رہا تھا تو آنحضورؐ اعتراف کے طور پر جھوم رہے تھے، یہ تھا خلوصِ فکر و خلوصِ عمل اور کثرتِ یادِ الٰہی کا اعتراف!

یہ مجموعہ "جواہرِ تصوف" جو کہ گزشتہ تین صدیوں کی یادگار ہے طالبانِ حق کے لئے عالی مقام مصنفین کے خلوصِ فکر، خلوصِ عمل اور کثرتِ یادِ الٰہی کی وجہ سے جاوید بقا سعادت کا سرچشمہ ثابت ہو رہا ہے۔

اس دیباچہ میں بھی کسی قدر ترمیم کی ضرورت ناگزیر تھی اس لئے کچھ ترمیم کر دی گئی ہے۔

احقر العباد

(سید) بدر محی الدین قادری

سجادہ نشین دربار قادریہ فاضلیہ (بٹالہ شریف) لاہور

۱۸۔ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلام

اعلیٰ حضرت

حضور سیدنا مولانا قبلۂ سالکین

ابوالفرح سید محمد فاضل الدین رضوان اللہ علیہ

بانیٔ دربار قادریہ فاضلیہ بٹالہ شریف

از شراب غوث اعظم گلشن و گلزار مست — شاخ مست و برگ مست و میوہ مست و بار مست

بسکہ بغداد آمدہ بینی در و دیوار مست — شہر مست و کوچہ مست و خانۂ خمّار مست

در بہار شادیٔ جیلانی ببین مستی تمام — جامہ مست و خرقہ مست و جبہ و دستار مست

بزم وجد قطب ربانی تماشا کردنی ست — عود مست و چنگ مست و نغمه مست و تار مست

مرحبا محبوب سبحانی ز سر تا پائے اوست — زلف مست و خال مست و طرهٔ طرار مست

از نسیم بوئے عنبرسا شاه دستگیر — عطر مست و مشک مست و نافهٔ تاتار مست

یافته تلقین ارشاد تسبیح و تهلیل خدا — بلبلان در باغ مست و کبک در کهسار مست

این غزل گفتی تو فاضل دین بمدح پیر خویش — لوح مست و حرف مست و کلک گوهربار مست

○

یا غوث اعظم کن کرم از راز خود غنچه کشا — درمانده ام بیچاره ام یا شیخ عبدالقادرا

دامان تو بگرفته ام بکشا تو کارے بسته ام — رحمے بکن دل خسته ام یا شیخ عبدالقادرا

جادوئے نفسم دور کن از فیض خود مسرور کن — در معرکه منصور کن یا شیخ عبدالقادرا

شاہم امت درد خود ملتی که گویم در خود — گو یار گو همدرد خود یا شیخ عبدالقادرا

بر نام تو ختم سخن باشد عطائے ذوالمنن — بخشد فتوح [illegible] یا شیخ عبدالقادرا

بزم تو بزم مصطفیٰ یاد تو جلوه مرتضیٰ — یک جلوه وجه بهر خدا یا شیخ عبدالقادرا

ما را ز نام یاد تو فاضل شده دلشاد تو — هان بندهٔ آزاد تو یا شیخ عبدالقادرا

داعیٔ درد ما توئی اول توئی آخر توئی — منصور هم ناصر توئی یا شیخ عبدالقادرا

○

جز تو ندارم هیچ کس یا محی الدین یا محی الدین — درمانده ام فریادرس یا محی الدین یا محی الدین

بنگر بحال زار من [illegible] در کار من — جز تو نباشد یار من یا محی الدین یا محی الدین

دارد سے درد ما [illegible] آن پاکیزه [illegible] — دلهائے ما با فیض تو یا محی الدین یا محی الدین

اے سید ابرار خدا بہر محمد مصطفیٰ | فضلے بکن راہم نما یا محی الدین یا محی الدین
اے سید عالی مکان اے صاحب نور العیان | بنگر بحال بے کساں یا محی الدین یا محی الدین
اے منظر صدق و صفا منبع جود و عطا | اے ساکن عرش علا یا محی الدین یا محی الدین
گاہے بیاد رحمت آرم یا بکرم جانانہ ام | دشمن بکن کاشانہ ام یا محی الدین یا محی الدین
فاضل گدائے باب تو خواہد ز حضرت تا بہ تو | از فضل کن شاداب تو یا محی الدین یا محی الدین
[illegible] کردی فضل کن شیطان و نفسم عزل کن | جود و عطائم بذل کن یا محی الدین یا محی الدین
خوانندہ و شنوندہ راہاں [illegible] | تا فضل [illegible] یا محی الدین یا محی الدین

○

جا صبا بغداد میں میری طرف سے عرض کر | بندہ ہوں آرام خدا [illegible] جا بجز نگر
گرچہ ہوں لاکھ بیر خدمت سے ہوں مقصر سر بسر | پر تمہارا نام رکھتا ہوں میں سایہ سر اوپر

شاہ محی الدین تم ہو کون لے میری خبر!

تم نبی کے لاڈلے اور مرتضیٰ کے تم ہو لال | حضرت شبیر کے تم ہو جہاں کے نونہال
جان بلب ہو کر میں کہتا ہوں یہ میرا حال | تم سا میرا پیر ہو پھر یہ مصیبت کیا مجال

شاہ محی الدین تم ہو کون لے میری خبر

قبلۂ کونین تم ہو کعبۂ دارین تم | مرتضیٰ کے لاڈلے زہرا کے نور العین تم
مرزا باغ انبیا کے گل ہیں حسنین تم | یہ تعجب چھوڑ دو میرے کام کو نابین تم

شاہ محی الدین تم ہو کون لے میری خبر

دین اور دنیا کے والی دو جہاں کے بادشاہ | محرم راز حقیقت کاشف سر الٰہ
اے میرے غمخوار و مونس میری پشت و پناہ | ہمک تو میرے حال پر کر فی سبیل اللہ نگاہ

شاہ محی الدین تم بن کون لے میری خبر

بادشاہِ غم نے لیا عیش کا گھر بار لوٹ　　دکھ کا دعویٰ ہو رہا دل پر مسلم اور ثبوت
کھا کے اپنے آپ کو مر رہا ہوں عشق عنکبوت　　یا بدن سے جان نکلے یا ہووے دل کو سکوت

شاہ محی الدین تم بن کون لے میری خبر

غم کی قینچی ہے کترتی مصحفِ دل کے ورق　　درد کا استاد دیتا دل ہمارے کو سبق
عیش کا خورشید ڈوبا دیکھ عشرت کی شفق　　اس لئے بیٹھا ہوں بھر بھر خون اپنے کے طبق

شاہ محی الدین تم بن کون لے میری خبر

ہے اگرچہ ہو بہو میرا گناہوں میں غریق　　تم سحاب لطف سوں ہے ایک امید عمیق
اور نہیں ہے دکھ موں میرا جو خدا کوئی رفیق　　تم کو اپنا مدعا کہتا ہوں اے میرے شفیق

شاہ محی الدین تم بن کون لے میری خبر

لشکرِ امراض نے صحت کو دینی ہے شکست　　تن جو گھائل ہو رہا ہے دل ہوا ہے لخت لخت
آ گیا افلاس یوں ہے ایسا میں اگر تنگ دست　　ہے زبان میری گنگ تا کہہ سکوں اپنی سرگزشت

شاہ محی الدین تم بن کون لے میری خبر

تجھ ثنا کس کا ہے یا محبوبِ سبحانی علم　　تجھ ثنا کس کا ہے کاندھے اولیا اوپر قدم
اے شاہ عالی نسب اے مظہرِ نورِ قدم　　ہوں نپٹ عاجز میرے اوپر کرم سوں کر کرم

شاہ محی الدین تم بن کون لے میری خبر

تم دوا ہو ہر مرض کے دارو ہو تم ہر درد کے　　ہم ترے بیمار ہیں محتاج ہیں امداد کے
پہنچ سکتا کو نہیں رتبے تمہارے گرد کے　　شکرِ حق ، دامن لگے ہیں ہم تو ایسے مرد کے

شاہ محی الدین تم بن کون لے میری خبر

کب تلک ایسا رہوں حرص و ہواؤں میں اسیر — پاؤں میں شیطاں نے ڈالے ہیں غفلت کے زنجیر
یہ تعجب ہے کہ میرا تم سا کامل ہو کے پیر — پھر کرے یہ نفس سرکش اس قدر مجھ کو اسیر
شاہ محی الدین تم بن کون لے میری خبر

قطب عالم غوث اعظم رہبر دنیا و دین — دستگیر بیکساں و جرم بخش مذنبیں
اے شہ کون و مکاں والے شہنشاہ زمیں — تم جناب پاک ہو کہتا ہوں میں کر کے یقیں
شاہ محی الدین تم بن کون لے میری خبر

شیشۂ دل کو میرے غم نے کیا ہے بس شکست — جور کرنے عشق سوں کرتا ہے دل اب لخت لخت
ہو رہا ہے تن مرا باریک مجنوں کی صفت — اے مرے والی عجب مشکل بنی مجھ پہ ہے سخت
شاہ محی الدین تم بن کون لے میری خبر

نفس اور شیطاں مجھے کرتا ہے رات اور دن خراب — حرص کی آتش سوں جل کر ہو رہا ہوں جیوں کباب
میں تمہارا ہوں خبر میری لیو آکر شتاب — راہ عصیاں کا بھلا کر راہ دکھلاؤ ثواب
شاہ محی الدین تم بن کون لے میری خبر

ورد قادری کا ہوا ہے صبح تیری دلپذیر — غم نہیں از بسکہ رکھتا ہوں میں تم سا دستگیر
تم کرو گے مخلصی میری بروز دار و گیر — ہے مجھے تجھ ذات عالی پر یہ امید کبیر
شاہ محی الدین تم بن کون لے میری خبر

لذت عشق چوں درجاں جلوہ داد غنچہ ہائش سربسر گلہا کشاد

لذّت وصلی از ہمہ لذات خوش سوز دل را شبنم از شمامۂ خوش

دیدہ از نغمات وصل آمد بصیر خواندۂ اسرار آن جاء البشیر

ہر کہ دیدہ ہجر داند وصل را عام را حلوا است خور دیصلہا

در محبت ہجر و وصل آمد متاع از یکی ظلمات وز دیگر شعاع

ہر کہ دیدہ ظلمتی را نور یافت! ورنہ طور جا بلا نہ سینہ کافت!

کفر را مرغوب خود زاں دیدہ اند لذت تمیز را بخشندہ اند

کارواں در راہ دار وہم تمیز! کافر آمد از فسادش پشت تیز

ہر کہ را تمیز نبود مردہ داں بے تمیز آمد بہر دم در زباں

کور باشد بے تمیز از عشق جاں در رہی مغشوش گردد بردکاں

بوجہل از جہل سبے تمیز بود زیں سبب از نور حق ناچیز بود

چوں تمیز آمد خطاب از حق رسد زامنوا صلوا و ذکو برخورد!

بالغ از تمیز گردند انس و جن بے تمیزی شیر باشد کردفن

اول از انواع آں تمیز شرع در حقائق نور ست ثابت اصل فرع

منتہا تمیز باشد عشق ہو! شاد بادا ہر کہ گشتہ زد گرد

عاشقاں راز ہر دادو صد الم! — گرچہ باشد روزگاری پے بہم
آخراز انوار یابد تخت جم — تنگ رانی شیمۂ شاں دمبدم
تخت جم جامی و جام اصطفا — نہ جم و جام کہ باشد پر دغا
جام می مَد دست ساقی بقا — نوش ہر دم تاکہ باشی باصفا
از شرابِ جام قدسی بادہ خواہ — تابہ بینی لذّتِ اصل و نگاہ
دیدہ را بکشا نورِ یار بیں — از طفیلِ نور شاہ محی الدین
دیدہ را سرمہ کن از اسرار ہو — تابہ بینی مصطفےٰ را چار سو
مصطفےٰ محبوبِ ربّ العٰلمین — نور اد در ذرہ ہا نعم المعین
گر نتابد نورِ احمد مجتبےٰ — کے بہ بلیند ماہ را چشم شہا
تو سہائی بدر آمد وجہ او — از دل و جاں باش او در اوگوِد
گر تو خواہی نور احمد ہاں تعال — خواں سقانی المحب کاسات الوصال
بادۂ عشق از بساط ہو بنوش — تابہ بینی نور احمد ہوش و گوش
از سقانی المحب یابی نُور ہُو — نوش کاسات الوصالش مو بمو
چوں سقانی المحب، در جانت رسد — جان خبو بانہ زہر مو ئیتہ و مد
از سقانی المحب راہ یار بیں — جلوۂ گلزار شاہ محی الدیں
از سقانی المحب دیدم روی دوست — از تجلی اوست ظاہر مغز و پوست
مغز چہ بود محو گشتن از ربود — از سقانی المحب، دیدن محو شہود

چوں سقانی المحب خوانی اے عزیز
در دل تو وا کشاید صد تمیز

رمز العشق

تصنیف عالیجناب حضرت قبلہ علامہ اہل اللہ مولانا میاں غلام قادر شاہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہی وہی نہ دو جا کو — پر گھٹ ہو یا محمدؐ ہو
احدِ محمدؐ ایک پہچا نوں — ایک ہی دیکھو ایک ہی جانوں
حمد کہو اور بہت درود — فہو الحامد والمحمود
اوّل آخر باطن ظاہر — ناہیں اوس ہوں کو یو باہر
انا من نورہ سنو بیان — والکل نورہ دھر و دھیان
سمجھیو اور بوجھو بات — ایک ہی ذات ہے ایک ہی ذات
سب وڈیائی اوسے مسلم — صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ والہٖ — ومن شتاق بنورجمالہٖ

سیما شیخی عبد القادر
نعم المولیٰ ۔ نعم الناصر

فصل فی بیان الحقیقۃ اجمالاً

فاضل شاہ کا لے کر نام — سنو حقیقت کہے غلام
دل سوں سنو حقیقت ساری — ایک حقیقت سب موں ساری
آپ سنے اور آپ سناوے — کیا کہیئے کچھ کہا نہ جاوے
وہی سمیع ، بصیر ، علیم ! — ناہیں اوس کا کوئی سہیم
لکان ولم یک معہ شیئاً — وھو الآن کما کان کہیا
غیر کہاں ہے دیکھ پیارے — آپ ہی آپ ہے ہر ہر جا رے

○

فصل فی بیان مراتب الوجوب لہا الاحدیت

جے توں چاہیں نورِ یقیں — جاں مراتب حق کے تین !
اوّل کوں احدیت جان — جس کا ناہیں نام و نشان
اسم و صفت کا نا نہہ مقام — ہے بیرنگ نرالے نام !
نا نہہ ظہور و خفا کا طور — سلب و ثبوت کا ناہیں ٹھور
مطلق ہے اطلاق سوں پاک — ھو لا یدرک بالادراک
غیب الغیب ہے غیب الغیب — ناہیں اسموں شک اور ریب
وہم و خیال کی ناہیں جا — بوجھا جاناں کیوں کر جا

لیس ھنالک انت ولاھو　　احدٌ صمدٌ لیس سواہ

فصل فی بیان الوحدۃ والتعین الاوّل

دو جا وحدت جان پیارے　　پر گھٹ ہوے حقائق سارے
مجمل مبہم نا نہہ مفصّل　　اس کو کہیں تعیّن اوّل!
علم وجود اور نور شہود　　اس برزخ موں کیا نمود
یعنے آپ کو آپ پہچانا　　روشن ہو کر دیکھا جانا!
اوّل ہو کر ہو یا آخر　　باطن ہو کر ہو یا ظاہر
سمجھ اسمأ و صفات کمال　　ظاہر ہوے علیٰ الاجمال
اس برزخ کبرے کا جان　　نام حقیقت احمد جان
اصل الاصل محمد جان　　سب کچھ اس سوں ہو یا عیاں
جے نا نہہ ہوتا نورِ وجود　　اس آئینہ موں مشہود
کوئی نقش نہ ہوتا ظاہر　　وھو المولیٰ وھو النّاظر
ہے احدی جمعی الشان　　فھو الآن کما ھو کان
ازلی ابدی نورِ قدیم　　فھو الاحمد لا بالمیم

فصل فی بیان الوحدتیہ والتعین الثانی ص

تیجا بوجہ تعین ثانی | اس حضرت موں میرے جانی
ظاہر ہوئے مظہر سارے | بھئے مفصل مجمل پیارے
سبھ اسماء صفات الٰہی | پرگھٹ ہوئے تمام کماہی
گو ہیں سبھ اسماء کیانی | پکڑ ظہور ہوئے نورانی
کثرت علمی ہوئی تمام | بالاسماء و بالاحکام
واجب ممکن سوں ممتاز | فقر و غنا اور راز و نیاز
ہر ہر اسم وجوبی تائیں! | مظہر کوئی خاص پہچا نیں
اقدس فیض نے کیا جوش | بوجہ حقیقت ہو داموش
اثر موثر خوب پہچان | حضرت اسماء اور اعیان
ہر ہر شان ہوں طور نیارا | آن دوئی نے کیا پسارا
کیا کہتا ہوں میں بورانا! | دوئی کہاں ہے سمجھ نادانا
اسم وصفت کے معنی جان | تا ہووے یہ رمز عیان
اسم و مسمّےٰ جانو ایک | سمجھیو اور بوجھ نیک،
عین کہاں ہے آنکھیں کھولو | ایک ہی دیکھو ایک ہی بولو
صحت علمی ہے معدوم | عالم بناں نہیں معلوم
ظاہر علم موں کیا نمود | عین موں تا ہیں اسکوں بود
ایک وجود ہے ایک وجود | من الفیض و من الجود!

وھو الواحد حقاً حقاً تمت کلمت ربک صدقاً

○

فصل فی بیان اتحاد الحقیقۃ و تعدد و مراتب الظہور

کہنے کوں یہ درجے تین ایک حقیقت جان یقین
ہر درجے کا حکم پہچان تا ہوویں توں نزد العرفان
ہر درجے کا نام جدا ہے ہر درجے کا کام جدا ہے
ہر ہر نام کے معنے اور ہر معنے کا اور ہے طور
کہیں ہے اللہ کہیں رحمان کہیں سلام کہیں سبحان
کہیں علیم، سمیع، بصیر کہیں مرید، کلیم، قدیر
کہیں ہے ہادی کہیں غفار کہیں مذل کہیں قہار
کہیں ہے احد کہیں ہے احمد کہیں ہے واحد کہیں محمد
کہیں ہے شاہد کہیں مشہود کہیں ہے حامد کہیں محمود
کہیں ہے عابد کہیں معبود کہیں ہے ساجد کہیں مسجود
ہر ہر نام کا جانو شان حفظ مراتب لازم جان
یہ جو تینوں ہوئے بیان خاص وجوب قدم کی جان
ہے معبود دہی ان سوں خاص کرو عبادت با اخلاص

○

فصل فی بیان مراتب الحدوث اولہا الرّوح

اور مراتب خلق تین بوجھ لیئو اور کرو یقین!
اول حضرت روح پہچان پاک، لطیف منزّہ جان
نا نہہ اس شکل نا نہہ اوہ صورت یعنے جو اسلب کدورت
ناہیں روشن نا نہہ تاریک نا نہہ وہ دور نہیں نزدیک
نا نہہ محدود نہیں متناہی نا نہہ معلوم بکنہ کماہی

○

فصل فی الایما الی الرّوح الرّوح

اوّل سرّ خدا کا ظاہر ناہیں اس سوں کوئی باہر
سبھ اسرار کا ہے وہ مخزن سبھ انوار کا ہے وہ معدن
جامع مطلق نا نہہ مقیّد یعنے ہے وہ نور محمّد
قلم الاعلےٰ امّ کتاب اس حضرت کا ہمان خطاب
نوری اوّل ما خلق اللہ منہ بدا ماشاء اللہ
سبھ ارواح خواص و عام ہر گھٹ اس سوں ہوئے تمام
کیا کرّ وبی کیا جبروتی کیا ملکوتی کیا ناسوتی
سبھ کچھ اس سوں ہویا عیاں فی الاعیان و فی الاکوان
علم موں ہے اعیان کا ثبین عین موں ہے اکوان کا عینی!

وہی وہی ہے سبھ موں ظاہر
فہو الاوّل وھو الاٰخر

فصل فی بیان عالم المثال وانواعہ

دُوجا عالم بوجھ مثال — اس برزخ کا نام خیال
سبھ ارواح و صفات معانی — صورت پکڑ ہوئے نورانی
لیکن با اشکال لطیفہ — نا نہہ مکدّر نا نہہ کثیفہ
لایتبعض ولا یتجزیٰ — لا کسواً لا قطعاً قطعاً
نا نہہ ٹوٹیں نا نہہ توڑی جاویں — نا نہہ مریں نا نہہ ماری جاویں
نا نہہ صحیح نہیں بیمار — ناہیں سوویں نا نہہ بیدار
نا نہہ کھانے پینے کا ہول! — ناہیں غائط ناہیں بول!
یعنے جو نقصان کا طور — ناہیں اس کا ایہاں شور
سبھ ہے یہ اجسام نورانی — نا نہہ زمانی نا نہہ مکانی
ظاہر حس سوں ناہیں مدرک — ناہیں اسموں ریب نہ شک
گر سینہ زنگار سوں صاف — تاں توں دیکھیں سبھ اصناف
یہ برزخ دو قسم پہچان — مطلق اور مقید جان
جو ہے بیچ خیال انسانی — اسکوں جان مقید جانی
اسوں باہر مطلق جان — ہر ہر آن موں ہر ہر شان

اور دو نوع عروج نزول | سمجھ لیو مت کرو فضولی!
ہر ہر کے احکام جدا ہیں | نام صفات مقام جدا ہیں
ہر موجود کوں اس برزخ موں | لاتحصی اشکال پہچانوں

فصل فی الاشارہ الی لطیفۃ المثال الجامع

اصل اس کل ہے قلب محمّد | ناںہہ ہے مطلق ناںہہ مقید
وہی وہی ہے دیکھ پچھانا | ناںہہ کو اور نہو بورا نا!
وہی وہی ہے صورت معنے | وہی وہی ہے اسم مسمّے!
وھو الاصل الکل مثالٍ | لیس لہٗ فی الکون مثال

فصل فی عالم الاجسام واقسامہ

تیجا حضرت جسم یقین | وھو العرش الی الارضین
سبھی افلاک کواکب سارے | چار عناصر لوجھ پیارے
ساتوں ہیں طبقات زمین | اور مرکب حیوانو ہین
اوّل کا ہے کافی نام | دُو جا بوجھ نباتی عالم
تیجا دیکھ لیو حیوان | ہر ہر کے انواع پہچان
اینہاں سب اشکال نورانی | پہن لباس ہوئے ظلمانی

یعنے سبھ اسرار نہانی ہوئے ہیں محسوس عیانی

فصل فی الرمز الی لطیفۃ الجسم المطلق

اصل اس کا ہے جسم محمد صلے اللہ علیہ و احمد
جامع مطلق نورا منوّرا پرگھٹ ہویا تہہ مستور
ہر عالم موں ہے موجود ہر مشہد موں ہے مشہود

فہو الباطن وھو المضمر
وھو الظاہر وھو المظہر

فصل فی بیان المرتبۃ الاخیرۃ الجامعۃ للمراتب کلہا

پیچھے سبھ کے میری جان سرّ خدا کا ہے انسان
صورت حق کی پر مخلوق ہم ہی عاشق ہم معشوق
سبھی کمال بوجہ کمال بالتفصیل و بالاجمال
اس مظہر موں ظاہر خاص خاص الخاص ہے خاص الخاص
یعنے سبب اسناد الٰہی پرگھٹ اس موں ہوے کماہی
جیسے اسماء و صفات کیانی اس موں ہوئے سبھ رخشانی
مظہر کامل نسخہ جامع سرّ عمائی ہویا لامع!

ظاہر اوس کا عبد پچھان — باطن اس کا حق کر جان

لا انا الا ھو فرمایا — لا ھو الا انا سنایا

عالم جسم مستوی جان — روح مصطفیٰ ہے انسان

لولا آدم لعدم الرسم — لولا الروح لبطل الجسم

آخر سبھ کے بیچ نزول — اول سبھ کے ہو یا رسول

سبھ اکوان کوں ہے کالعین — بل لہم انسان العین

عرش و فرش ہیں اس کی تابع — کل الکل ہے سب کا جامع

ہے وہ کل سبھی اجزا — جب وہ جاوے سبھ کجھ جاء

ہر عالم کا وہی مدار — دنیا عقبیٰ کا سنگار

سو یہ خلیفہ حق کا جان — حق کر جانو حق کر مان

سر خدا کا ستر خدا — کیا کہیے کجھ کہا نہ جا

انا عرب بے عین کہایا — انا احمد بے میم سنایا

کہنے سننے سوں ہے باہر — اول آخر باطن ظاہر

کیا کہتا ہوں میں بیہوش — سن کر جانی ہو خاموش

فصل فی بیان المراد والمنع عن الزندقۃ والالحاد

سات مراتب بوجھ پیارے — ہر ہر کے ہیں حکم نیارے

ست گر سوں توں کر تحقیق — ناں ہو ملحد ناں زندیق!

فرق اور جمع سبوں فرق پچھان — پھر دونوں کوں ایک ہی جان
بوجہہ ایو تنزیہ کوں خوب — ثان ہو محمد ناں محجوب
بھی تشبیہ کوں جانوں نیک — پھر دونوں کوں جانوں ایک
ظاہر موں ہے وحدت کثرت — باطن موں ہے کثرت وحدت
قدم وجوب کے سبھ اسمار — جانوں فاعل فی الاشیاء
ازلی ابدی ہیں درکار ! — نا نہ معطل نا نہ بیکار
اس مشہد موں ہے مسجود — فہو القاصد والمقصود
یوں ہیں سبھ اسما کیانی — حادث جانو اور نقصانی
اس مظہر موں راکع ساجد — فہو الطالب وہو العابد
بندے کا ہے طاعت کام — واعبد ربک سنو کلام
کرو عبادت دن اور رات — شرک اور شک سوں ہووے نجات
کرو عبادت شرع آئین — حاصل ہووے نور یقین
جس کوں ناہیں شرع گواہ — اس کوں جانوں تم گمراہ
حق نے کیا نور مبیں — شرع کوں منہج کتاب متین
جس کوں حاصل نانہ یہ نور — طبع ہوا کا ہے مغرور
نانہ ہوا اس کوں قرب وصال — شرع بنا ہے قرب محال!

○

فصل فی بیان رمز خفی لا تعرفتہ الاولی اصفی

رمز خفی اور ستر نہاں کہتا ہوں میں سبھوں جان

اپنے آپ کوں خوب پہچان جے چاہیں حق کا عرفان

عرف النفس کوں بیشک دایم عرف اللہ جزا ہے لازم

یعنے ممکن ہے نابود! نا نہ مشہود نہیں وجود

ظاہر علم موں ہے معلوم حضرت عین موں ہے معدوم

نا ہے اس کوں ذات صفات نا نہ کچھ کام نہیں کچھ بات

نا نہ زمان مکان سوں کام نا نہ نشان نہیں کچھ کام

لیس لہ فی الکون مجال لا فی الماضی لا فی الحال

صور خیالی ہیں اعیان حق ہی ظاہر فی الاکوان

ایک ہی ذات تمام صفات اس کوں ثابت ہے اثبات

ایک ہی ذات تمام اسماء اس کوں ثابت ہر ہر جاء

ایک ہی ذات سبھ اس کے نام کہیں ہے خواجہ کہیں غلام

ناہیں تجھ کوں ذات وصفات کوں ہیں کیا ہیں کہہ سکی بات

عربی کیا کہتے ہیں خوش ثبت عرشلہ ثم النقش

پھر اعیاں کی سن توں بات ان ھی الا کاماوات

کیا کہیے اعیان کی خوبی سبھ اسما وصفات وجوبی

روشن ہوئے ان موں صاف بالآثار و بالاوصاف

یونہی حق آئینہ جان   بلا عیان بلا نقصان

آپ ہی صورت آپ ہی آئینہ   اپنے آپ کوں آپ ہی بنیا

انی انا اللہ ہے قرآن   انی عبد کو لیو مان!

حق ہی ہے محمدؐ ظاہر   ہویا محمد حق موں باہر

ناہی بنا محمد کوئی!   ہر ہر جا موں اوہی اوہی

ہر جا اس کا نام نیارا   وہی وہی ہے پیو پیارا

کہیں ہے آدم کہیں ہے حوا   کہیں ہے شیث کہیں ہے موسیٰ

کہیں ہے یوسفؑ کہیں یعقوبؑ   کہیں شعیبؑ کہیں ایوبؑ

کہیں داؤدؑ کہیں زکریا   کہیں ہے یحییٰ کہیں ہے عیسیٰ

کہیں عبد اللہ کہیں محمد   کہیں اسد اللہ نور مؤید

کہیں حسنؓ ہے کہیں حسینؓ   کہیں بتولؓ نبی کا نین!

کہیں سید محی الدین   سر حقیقت نور یقین

سبھی مظاہر اس سوں روشن   آپ ہی ظاہر آپ موں روشن

احمدؐ احمدؐ ہے ہر جا   کیا کہیئے کچھ کہا نہ جا

ہے یہ سر خفی مکتوم   محرم بناں نہ ہو معلوم

ناہیں محرم کو بن پیر   پیر ہی پیر ہے پیر ہی ہے

فی مدح الشیخ الاجل رضی اللہ عنہ

پیر ہمارا شاہ جیلانی — جس کا ناہیں کوئی ثانی

سِرِّ نبیؐ کا نور علیؓ کا — واقفِ رازِ خفی و جلی کا

امر اس کا ہے امر اللہ — اسم اس کا ہے اسم اللہ

ذات صفات کا ناہے بیان — فھو الجامع کلّ الشان

جد اپنی کا ہے وہ نائب — عقل اور فکر سوں ہے وہ غائب

دین نبی کا ان سوں روشن — قدم ان کا ہے سب کی گردن

سب ولیوں کا ہے سردار — غوث الاعظم قطب مدار

فرداً لیس کمثلہٖ احدٌ — عزٌّ لیس لفضلہٖ ابدٌ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ — الحقنا بالرحمت وعنہ

○

فی مدح المرشد المولیٰ شیخی و ابی قدس سرہٗ

دین دنی کا پشت پناہ — والی میرا فاضل شاہ

قطب حقیقت شمس یقینی — نائب سید محی الدین

عارف کامل دل آگاہ ! — نورِ محمد سرّ اللہ !

اوّل آخر ظاہر باطن — ہاتھ ہمارے اس کا دامن

ناہیں اس بن کوئی میرا — اس کا ہوں میں اس کا چیرا

نا ہنہ کسو سیں مجھ کو کام! وہی ہے مولیٰ وہی غلام

فی الخاتمہ

اپنے شاہ کا لے کر نام کیا رمز العشق تمام
رمز العشق کو جس نے جانا بے شک حق کوں دیکھ پچھانا
حمد کہو اور بہت سلام اول آخر نیک کلام!
یا رب صلِّ علیہ و آلہٖ واجعلنی فی حبّہٖ و آلہٖ
اللّٰھم بنورِ جمالہٖ شرفنی بالحال وقالہٖ

تلخیص شروح رمز العشق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہی وہی نر دوجا کو　　پرگھٹ ہو یا محمدؐ ہو

اللہ کی توحید کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے سوائے کوئی دوسرا موجود نہ ہو اس لئے جو کچھ اس کے سوائے بظاہر دیکھا جارہا ہے۔ یہ محض وہ صورتیں ہیں جن کا رجوع ذاتِ حق کی طرف ہے اور لا الٰہ الا اللہ کا معنے اصل میں یہی ہے اور اس ہی لئے مخالفین اسلام نے تعجب ظاہر کیا تھا۔ کہ اسلام نے تمام معبودوں کو ایک ہی معبود بنا دیا۔ اور رد مخالفین اسلام توحید کی مخالفت کرنے لگ گئے۔ چنانچہ اجعل الالھتہ الھاً واحداً ان ھذا لشئ عجاب ذکر دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام معبودوں کو ایک معبود۔ یہ تو بہت تعجب خیز بات ہے۔ اللہ کے سوا جو معبود سمجھے جاتے ہیں۔ وہ دراصل وجود مطلق رکھتے ہی نہیں ہیں اس لئے ان کی پرستش بے کار ہے۔ یہ استدلال لا الٰہ الا اللہ میں نمایاں ہے۔ کہ جب اللہ کے سوا کوئی معبود موجود نہیں ہے تو سوائے اللہ کے کسی کے قابل پرستش ہونے کا سوال ہی پیدا

نہیں مڑتا۔ اور اگر کوئی غیر اللہ کی پرستش کرتا ہے تو فضول کام کرتا ہے جو کہ عقل سے متضاد ہے۔

جب کثرت کو عین وحدت یقین کیا جائے۔ تو یہ ہی ماننا پڑے گا کہ وجود حق کا ظہور سب سے پہلے جو ہوا وہ تعین اول ہے اور وہ ذات محمدؐ ہے اور جو تنزلات کے مراتب ہیں دو کلمہ کے آخری حصہ محمد رسول اللہ سے ظاہر ہیں۔ محمد حق بہ صفت اجمال اور محمد رسول اللہ حق بہ صفت تفصیل ہے۔ یہی نکتہ رمز العشق میں یوں ارشاد ہوا۔

"پرگھٹ ہو یا محمدؐ ہو" یعنے حق تمام مجالی الٰہیہ میں محمدؐ ہو کر ظاہر ہوا۔ یعنی حق بہ صفت اجمال محمدؐ۔ ع "دسب دیکھو نور محمدؐ کا" سب دیکھو نور محمد کا" اس سے محمد رسول اللہ کی شان بیان کرنا مقصود ہے یعنے محمدؐ بطور رسول اللہ کے حق بہ صفت تفصیل ہیں۔ کلمہ کا پہلا حصہ لا الٰہ الا اللہ کا نکتہ تو رمز العشق کے شعر اول میں بیان ہوا۔ اور کلمہ کا دوسرا حصہ محمد رسول اللہ "سب دیکھو نور محمدؐ کا" نے ظاہر اور واضح ہو گیا۔ یعنی وجود حق صفت تفصیل کی شان رسالت محمدیہ نے روشن کردی۔ اس اجمال کی تفصیل روشن کی گئی ہے جو کہ محمدؐ میں ہے۔ یعنی جو اجمال ذات حق کے تعین اول میں اس کی وضاحت رسالت محمدؐ یہ ہے۔

احد محمدؐ ایک پہچانو ایک ہی دیکھو ایک ہی جانو

جب سارے اعتبارات کی نفی لا الٰہ الا اللہ سے کردی گئی۔ اس لحاظ سے اس ذات کو احد کہا جائے گا۔ اور تمام مراتب میں ظہور اور انصاف کے لحاظ سے اس ذات کو محمد کہا جائے گا ہستی مطلق کے سوا کسی کا وجود نہیں۔ اور تعینیات اسی ذات حق کے اعتبارات ہیں۔ حقیقت محمدی اول تعین ہے اور حقیقت محمدی ہی آخر مرتبہ جامعہ انسانی ہے۔ یعنی احدیت مطلقہ اور احدیت محمدؐیہ کو اس طرح پہچاننا چاہیئے۔

حمد کہو اور بہت درود لهٗ الحامد ما لحمود

جناب الٰہی کی حمد کثرت سے کرنا واجب ہے اور اسی طرح آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا ہم پر واجب ہے۔ یہ حمد و درود بھی اسی طرح ادا ہوگی کہ ہماری زبانوں سے حق تعالیٰ حمد کرتا ہے حق تعالیٰ مرتبہ تفصیل میں اپنے مرتبہ اجمال (محمد) پر درود بھیجتا ہے۔ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما جو قرآن کریم میں ارشاد ہوا

ترجمہ: (اللہ اور اس کے ملائکہ نبی پر سلام بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔ (اللہ ہی آنحضرت پہ تائید اور امداد کی صورت میں درود بھیجتا ہے براہ راست تائید و امداد کرتا ہے۔ اور ایمان والوں سے تائید و امداد بھجواتا ہے۔ یعنی ایمان والے آنحضرتؐ سے محبت و ہدایت قبول کر کے آنحضرت صلعم کی تائید و امداد کرتے ہیں۔ تو امداد و تائید و تاثر کے دونوں طریقوں سے ہوئی۔ بہرحال درود اللہ ہی کی طرف سے بھیجا جا رہا ہے۔

اوّل، آخر باطن ظاہر ناہیں اس سوں کو غیر ظاہر

ابتدا و انتہا پوشیدگی اور ظاہر میں ایک ہی وجود اللہ کا ہے۔ اور تمام اشیاء اسی میں جمع ہیں۔ تمام اشیا درخت کی شاخوں کی طرح ہیں۔ اور وہ تمام کا جامع ہے جس طرح اللہ کی ذات تمام کے لئے محیط ہے۔ اسی طرح اس کی صفات بھی تمام صفات کو گھیرے ہوئے ہیں تمام اشیا اس کے وجود کا سایہ ہیں۔ اور تمام اشیا کی صفات اس کی ہی صفات کا عکس ہیں۔ اول حصہ شعر کا ھو الاول والاخر والظاہر والباطن کی طرف توجہ دلاتا ہے اور دوسرا حصہ شعر کا وھو بکل شیئ محیط آیت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

انا من نور اللہ سخن بیان والکل نوری دھرو دعیان

مضمون حدیث پاک ہے انا من نور اللہ والکل نوری (میرا وجود اللہ کے نور سے

ہے۔ اور دیگر تمام کائنات میرے نور کا پرتو ہیں) انا من نور اللہ و الخلق کلھم من نوری
میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام کائنات مرے نور سے ہے) حدیث پاک ہے۔ لولا لما
خلقت الافلاک (اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا ہی نہ کرتا یعنی احدیت مری حقیقت
ہے اور احدیت مری تفصیل ہے۔ تمام ارواح مرے روح انوار سے ہیں اور تمام قلوب مرے قلب
سے مظاہر ہیں۔ مثلاً حقیقت مطلقہ انسانیت باعتبار اطلاق ظاہر اور باعتبار شخصیت مظہر ہے اور
حقیقت مطلقہ انسانیت اپنے افراد اور مظاہرہ کا عین ہے۔ مظہر ظاہر کا غیر نہیں ہے اور ظاہر
بذاتہ مظہر میں ظاہر ہے۔ والکل نوری میں اس ہی طرف اشارہ ہے۔

سمجھ لیو اور بوجھو بات ایک ہی ذات ہے ایک ہی ذات

حقیقت محمدی عین وجود نور حق ہے اور خلق عین نوری محمدی لہذا تمام عین نور حق کے ہیں۔
اور نور حق عین وجود نور حق ایک ہی ذات موجود ہے جس کو وجود مطلق کہا جاتا ہے۔ کیونکہ نور
حقیقی رہی نور خدا کا ہی ہے۔ تعینات جو ملحوظ مرتبہ علم میں حقائق اشیاء۔ ماہیات اور اعیان ثابتہ
کہتے ہیں اور مرتبہ عین میں وجودات اشیاء اور اعیان خارجہ کہا جاتا ہے۔ حقائق اشیاء مرتبہ
مرتبہ علم میں باعتبار خصوصیات واعتبارات کے تعینات حق تعالے کے ہیں۔ جب وجود کسی شان
میں روشن ہو تو حقائق موجودات سے ایک حقیقت ہوگا اور اگر کسی دیگر شان میں تجلی کرے
تو دوسرے حقیقت ہوگی۔ وجودات اشیاء مرتبہ عین میں ان حقائق کے احکام و آثار کے
اعتبار سے وجود حق کے تعینات اور تمیزات ہیں۔ حقائق اشیاء مرتبہ علم میں ثابت ہیں اور ان کے آثار
واحکام ظاہری وجود میں بطور عکس کے ظاہر رہتے ہیں۔ یہ موجودات کثرت جسے عالم کہتے ہیں حق
کے تعینات ہیں۔

سب بڑیائی اسے مسلم صلی اللہ علیہ وسلم

تمام کمالات دراصل حضرت نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی ثابت ہیں۔ درود اللہ کا آپ پر ہو اور سلام اللہ کا آپ پر ہو۔ درود یعنی تجلیات ذاتیہ صفاتیہ اسمائیہ اور الٰہیہ آپ پر فیضان لائیں اور سلام یعنے ہر قسم کے عیب و نقص حجاب سے سلامتی رہے۔ ع

صلی اللہ علیہ والہ ومن اشتاق بنود جمالہ

سیما شیخی عبد القادر نعم المولیٰ و نعم الناصر

آنحضرت پر اور ان کی آل اور ان سب پر جو آنحضرت کے نور سے فیضیاب ہیں اللہ کا فیضان رحمت ہو خصوصاً میرے پیر و مرشد (غوث اعظم) عبد القادر یہ کہ جو بہت ہی اچھے آقا ہیں اور بہت ہی اچھے مددگار ہیں۔ یاد رہے نزول رحمت محبت و عشق کے تناسب سے وابستہ ہے۔

فاضل شاہ کا ہے کر نام   سنو حقیقت کہے غلام

حضرت سید غلام قادر مصنف رمز العشق نسبی لحاظ سے اعلیٰ حضرت قبلہ ابوالفرح سید محمد فاضل الدین بانی دربار قادریہ فاضلیہ بٹالہ شریف کے فرزند اکبر تھے۔ اور سلسلہ عالیہ کے اعتبار سے اپنے مرشد معظم حضرت ابوالفرح سید محمد فاضل الدین کے سجادہ نشین بھی تھے آپ فرماتے ہیں کہ غلام اپنے مرشد فاضل شاہ کی برکت سے حقیقت بیان کرتا ہے۔ جو حقیقت کہنے اور بیان کرنے کے قابل ہے۔

دل سے سنو حقیقت ساری   ایک حقیقت سب میں ساری

یقین کر لو کہ سب میں ایک ہی حقیقت ظاہر ہے حق تعالیٰ نے تمام مراتب الٰہیہ کونیہ تعینات سے ظاہر ہوا ہے اور سب اسی سے قائم ہیں۔

آپ سنے اور آپ سنا دے　　　کیا کہیئے کچھ کہا نہ جاوے

سننے کی بھی اور سنانے کی قوت بھی اس ذات تعالےٰ کی صفات ہیں جو کہ صفات مقیدہ میں آکر متعین ہو گئیں۔ لیکن یہاں یہ کچھ کہنا بھی مشکل ہے۔ کیونکہ گفتگو بھی مقام دوئی ہے۔ حق تعالےٰ مرید سے سننے والا اور مرشد سے سنانے والا ہے۔

وہی سمیع، بصیر، علیم　　　ناہیں اوس کا کوئی سہیم

وہی حق تعالےٰ ہر سننے والے میں سمیع (سننے والا) ہے اور ہر بصیر دیکھنے والے میں بصیر ہے۔ ہر جاننے والے میں جاننے والا ہے۔ یعنی کسی صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے

کان ولم یک معہہ شیئاً　　　وہو الآن کما کان کہیا

مضمون حدیث پاک اس شعر کے پہلے حصہ میں بیان فرمایا گیا۔ کہ اللہ ہے اور اس کے ساتھ کوئی شے موجود نہیں۔ ازلاً ابداً۔ اور دوسرے حصہ میں حضرت جنیدؒ کا قول منقول ہے کہ اللہ اب بھی ایسا ہی ہے۔ یعنی اس کا غیر موجود نہیں ہے۔ حق تعالےٰ تمام مراتب تنزلات میں تقید سے مطلق ہے اور اس کے ساتھ کوئی غیر موجود نہیں ہے۔ ظہور مراتب سے اس کے اطلاق میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ اوصاف کثیرہ میں ذات حق کا متصف ہونا، بلکہ جب کثرت ذات حق نہیں ہے اور اس کی وحدت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

غیر کہاں ہے دیکھ پیارے　　　آپ ہی آپ ہے ہر ہر جا رے

محبوب اعلیٰ ذات حق سے محبت کرنے والا جو لائق محبت ہے اس ہی لئے مصنفؒ نے عاشقان الٰہی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ مرے پیارے تمہیں بصیرت کی آنکھ سے دیکھنا چاہیئے۔ اللہ کے سوا کہاں ہے۔ یعنی اللہ کے سوا کچھ موجود نہیں ہے۔ اپنے آپ کو درمیان سے اٹھا اور اپنی صورت میں حق تعالےٰ کو دیکھ۔

جے توں چاہیں نور یقین — جان مراتب حق کے تین

اگر تو نور یقین سے روشنی حاصل کرنا چاہے تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ مراتب حق تین ہیں۔

اول کو احدیت جان — جس کا ناہیں نام و نشان

پہلے مرتبہ کا نام لاتعین ہے جسے احدیت کہا جاتا ہے جس کا کوئی نام کوئی علامت نہیں ہے کیونکہ احدیت یہ ہے کہ ذاتِ حق سے یہ تمام اعتبارات وجوبیہ اور امکانیہ خلقیہ ساقط ہوں۔ اسم ذات مع الصفت معین سے مراد ہے۔ اور نشان اس شے سے مراد ہے کہ اس پر وہ دلالت کرے لہٰذا اس مرتبہ احدیت پر کسی نام نشان کا اطلاق نہیں ہوگا۔

اسم و صفت کا نام مقام — بے رنگ نہ رکھے نام

ذات احدیت میں اعتبارات وصفات ملحوظ نہیں ہیں۔ محض بے رنگ ہے۔ اور کسی نام کا وہاں اطلاق نہیں۔

ناں نہ ظہور خفا کا طور — سلب ثبوت کا ناہیں ظہور

اس مرتبہ میں وہ نہ ظاہر ہے نہ باطن۔ نہ ہی وہاں سلب اور ثبوت ہے۔ صفات الٰہی یا سلبی ہیں یا ثبوتی۔ اور صفات ثبوتی تو اسم ظاہر کے تحت ہیں یا اسم باطن سے متعلق ہیں لہٰذا ان صفات کی سلب سے تمام صفات کا سلب لازم آیا۔

مطلق سے اطلاق سوں پاک — ہو لا یدرک یا لا ادراک

ذاتِ حق واجب الوجود تمام قیود سے مطلق ہے۔ حتیٰ کہ قید اطلاق سے بھی منزہ ہے کیونکہ اگر قید اطلاق سے مقید کیا جائے۔ تو مطلق سے مراد صفت سلبی ہوگی۔ بمعنی عدم تقید نہ بمعنی اطلاق۔ جو کہ تعین کی ضد ہے۔ اور اطلاق حقیقی مطلق اس امر کا متقضی ہے کہ معلوم اور متمیز نہ ہو اور احاطہ نہ ہو سکے۔ کیونکہ علم کی حقیقت معلوم کے ساتھ ہوتی ہے۔

غیب الغیب ہے غیب الغیب   ناہیں اس میں شک اور ریب

اللہ تعالیٰ ہر غیب کا غیب اور ہر باطن کا باطن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بھی منزہ ہے کہ غیب سے متصف ہو۔

وہم خیال کی ناہیں جا!   بوجھا جاتا کیوں کر جا

مدرکات انسانی وہم خیال میں محصور ہیں۔ قید مطلق اور محیط کا ادراک نہیں کر سکتا۔ ورنہ لازم آئے گا۔ کہ محاطہ اور مقید مطلق اور محیط کا محیط ہو۔ یہ باطل ہے۔

لیس هنالك انت ولا هو   احد حمد لیس سواہ

مرتبہ احدیت میں تو اور وہ کا مقام (وجود واجب اور ممکن ہے) نہیں ہے۔ کیونکہ واجب اور ممکن، در حقیقت کے مقتضی ہیں۔ حمد کے معنی ہیں کہ اشیاء اس کی طرف محتاج ہوں۔ اور وہ کسی چیز کی طرف محتاج نہ ہو احد اور حمد کے الفاظ سے مراد یہ ہے کہ اس ذات کے لئے تمام قسم کی تنزہات ثابت ہیں۔

دوجا وحدت جان پیارے   پر گھٹ ہوئے حقائق سارے

دوسرا مرتبہ ذات کا مرتبہ وحدت ہے جس میں حق تعالیٰ پر تمام حقائق ظاہر ہوئے اس نے اپنے آپ میں باعتبار تعین جامع جمیع تعینات ادراک کیا۔

مجمل مبہم ناہیں مفصل   اس کو کہیں تعین اوّل

اس مرتبہ میں ظہور حقائق کلیہ اور اجمالی طور پر ہے۔ تفصیلی طور پر نہیں۔ کیونکہ یہ شان کلی تفاصیل سے مبرّا ہے۔ اس میں کثرت مجملہ کو شیون ذاتیہ اور حروف عالیہ کہتے ہیں۔ اس مرتبہ کو تعین اول کہا گیا ہے۔ اسے حقیقت الحقائق بھی کہتے ہیں اور حقیقت احمدی بھی کہتے ہیں۔ اور اس ہی حقیقت کا مظہر تمام کائنات ہے۔ اور تمام کائنات کا وجود اس ہی حقیقت کی وجہ سے ہے

علم وجود اور نہ شہود   اس برزخ موں کیا نمود

صفات علم وجود نور اور شہود اس مرتبہ میں ظاہر ہوئیں جو احدیت اور واحدیت کے درمیان
حد فاصل ہے۔ اس برزخ سے مراد وہ مرتبہ ہے جسے تعین اول یعنی حقیقت احمدی کہا گیا ہے
جو حقیقت محمدی ہے۔ مافوق کے لحاظ سے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم احدیت کے مظہر ہیں اور تحت
کے اعتبار سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم واحدیت کے مظہر ہیں۔

یعنی آپ کو آپ پہچانا ۔۔ روشن ہو کر دیکھا جانا

مرتبہ برزخ (حقیقت محمدی) میں علم وجود و شہود کے ظہور سے مراد یہ ہے کہ حضرت
ذات تعالیٰ نے آپ کو ہی پہچانا۔ اور آپ ہی اپنے پر ظاہر ہوا۔ اور اپنے آپ کو ہی دیکھا۔
اس لئے کہ جب آپ ہی اپنے پر تجلی فرمایا تو اپنے آپ کو پالیا۔ صفت وجود جو تمام صفات
کی اصل ہی ظاہر ہوئی۔ جب ذات اپنے پر ظاہر ہوئی تو علم کی صفت پائی گئی۔ تو صفت نور کا ثابت
ہو گئی کیونکہ پردہ غیب کا اٹھ گیا اور بتقاضائے وصف نورانیت صفت شہود تحقیق ہوئی۔ ہر
چہار صفات مذکورہ مرتبہ لاتعین (ذات) میں ایک دوسرے سے ممتاز ہیں اور وحدت کے درجہ میں
یہ صفات بصفت حقیقت کلیہ ظاہر ہوئیں اور واحدیت میں یہ صفات متشخص اور ممتاز
ہوئیں۔

اوّل ہو کر ہو یا آخر ۔۔ باطن ہو کر ہو یا ظاہر

امور متضائفہ وہ ہیں جن میں ایک کا تعقل دوسرے پر موقوف ہے۔ جیسے اول
[illegible] کا تضائف ہے حضرت ذات مرتبہ احدیت میں اوّل اور باطن ہے اور مرتبہ برزخ
[illegible] مجرد [illegible] آخر اور ظاہر ہے جو اسماء وایجاد وابداع کے متعلق ہیں اسم اول کے تحت
[illegible] ہیں آخر کے تحت ہیں جو ظہور و بطون کے متعلق ہیں اسم ظاہر باطن
[illegible] تحقیق اور ظہور و [illegible] تمام اسماء الہیہ و کونیہ کے ظہور کا مستلزم

ہے۔ اگر ظہور کلیۃً اور اجمال کے طور پر ہے تو ظہور اجمالی ہے۔ جیسے اس مرتبہ میں ہے اور اگر تفصیل اور جزئیت کا ظہور ہے تو ظہور تفصیلی ہے جیسے مرتبہ واحدیت میں ہے۔

سب اسما صفات کمال ظاہر ہوئے علی الاجمال

تمام اسماء اور صفات کاملہ بر سبیل اجمال اس مرتبہ میں ظاہر ہوئے۔

اس برزخ کبرٰے کا جان نام حقیقت احمد جان

اے میری جان اس برزخ کبریٰ کا لقب حقیقت محمدی ہے۔ اس مرتبہ والے حضرت محمد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی اس مرتبہ کا اکمل ظہور ہے اس لئے آنحضرتؐ اکمل کامل ہیں اور یہ مرتبہ حقیقت محمدی کہلایا ہے۔ یہ برزخ کبریٰ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ مرتبہ سب مراتب کا اصل ہے اور تمام مراتب اس کی تفصیل ہیں قرآن حکیم میں اسی مرتبہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے او ادنیٰ فرمایا گیا ہے قاب قوسین کا باطن یہی مرتبہ ہے۔ قوسین وجوب اور امکان یا وحدت اور کثرت یا فاعلیت اور قابلیت ہے دائرہ واحدیت جامع قوسین ہے ذات تعالیٰ کے باعتبار تعین اول حقیقت محمدی تو دو اعتبار ہیں۔ ایک حیثیت جمع اور ظاہر اور وحدت سے دوم ذات تعالیٰ حقائق الٰہیہ اور کونیہ عین ہے جن پر وہ مشتمل ہے۔ اول اعتبار سے اس کا نام احدیت جمع اور مرتبہ جمع وغیرہ ہے دوسرے اعتبار سے اس مرتبہ کا نام وجود عام اور تجلی ساری ہے۔

اصل الاصل محمدؐ جان سب کچھ اس مول ہویا عیاں

جو کچھ تمام مراتب اور نشاءات میں ظاہر ہوا ہے وہ آفتاب محمدی کا پرتو ہے۔

جے نہ ہوندا نور وجود اس آئینہ مول مشہود

کوئی نقش نہ ہوندا ظاہر وھو المرئی وھو الناظر

اگر نور وجود حقیقی اور چہرہ محبوب ازلی جس کو تجلی جلالی اور جمالی کہتے ہیں آئینہ حقیقت

محمدی میں ظاہر نہ ہوتا تو صفحۂ ہستی پہ کوئی نقش ظاہر نہ ہوتا کیونکہ نور علمی اور عینی جو تمام اشیاء حقائق پہ ہے، وہ بالواسطہ وجو علمی اور عینی حضرت نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے!

یہی احدی جمعی الشان وھوالان کما ھوکان

حقیقت محمدی اصل الاصل اس لئے ہے کہ وہ احدیت جمع جمیع شیون الٰہیہ وجوبیہ اور تمام حقائق کونیہ سے مراد ہے۔ یہ برزخ قبلی ظہور جامع جمیع شیون ہے اور بعد ظہور مراتب کلیہ اور جزئیہ بھی ویسے جامع جمیع شیون ہے جیسے اوّل تھا۔ اس کی جمعیت میں کوئی نقصان تغیر واقع نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان جیسے اوّل ہے ویسے ہی قائم رہے گا۔ تعدد تعینات اور کثرت حقائق سے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفیض ہے آنحضرت کے کمال میں نقصان یا تغیر و انحطاط پیدا نہیں ہوتا۔

ازلی ابدی نور قدیم وھوالاحمد لا بالمیم

حقیقت محمدیہ میں ازلی اور ابدی نور قدیم الٰہیہ جگ مگ جگ مگ کر رہا ہے۔

تیجا بوجھ تعین ثانی اس حضرت مولیٰ میری جانی
ظاہر ہوئے مظہر سارے یہی مفصّل مجمل پیارے

اس مرتبہ کو تعین ثانی کہا جاتا ہے اور واحدیت بھی کہا گیا ہے کثرت اسماء الٰہیہ و کونیہ وحدت کی جہت سے اور کثرت کا اعتبار بحسب حقائق اور صورت علمیہ واحدیت کی جہت سے ہے۔ حضرت تعالیٰ پہلا مرتبہ دوسرا مرتبہ حقیقت محمدیہ (تعین اوّل) اور تیسرا مرتبہ واحدیت یعنی تعین ثانی۔ لہٰذا تعین اوّل کے تمام مضمرات و مجملات اس مرتبہ میں ظاہر ہو گئے۔

سبھ اسماء صفات الٰہی پر گھٹ ہوئی تمام کماہی
یوں ہے سبھ اسماء کیا نے پکڑ ظہور ہوئی نورانی!

تمام اسما، وصفات وجوبیہ اس مرتبہ میں ظاہر ہوئے اور اسماء کونیہ ظہور کے تمام ہمہ تن اس حد تک کہ ایک دوسرے سے ممتاز ہو گئے۔ کوئی اجمال و پوشیدگی نہ رہی۔ بلکہ تفصیل و تکمیل سے ظاہر ہو گئے اور تمام اسما اور ان کے احکام وجوب اور امکان سے متعلق درجہ کمال کو پہنچ گئے۔

واجب ممکن ہوں ممتاز — فقر و غنا اور ناز و نیاز

جب اس مرتبہ میں واجب اور ممکن ایک دوسرے سے منفصل اور متمیز ہو گئے تو ان کی صفات بھی ایک دوسرے سے ممتاز ہو گئیں۔ فقر و نیاز اور ممکن کی صفات اور غنا و ناز واجب کی صفات ہو کر ظاہر ہو گئیں۔

ہر ہر رسم وجوبی تا ئیں — مظہر کوئی خاص بچھائی

ہر ایک رسم وجوبی (کلی یا جزئی) کا ہر ایک رسم کونی مظہر ہے جس میں اس کا کمال ظاہر ہے اسماءِ الٰہیہ مظاہر ہیں۔ ذات تعالیٰ کے بعد اسما کونیہ مظاہر ہیں مظاہر کے اسما الٰہیہ جزئیہ بے شمار ہیں اسماء کونیہ جزئیہ بھی بے شمار اسما الٰہیہ کلیہ فاعلہ کا ذکر یوں کرتے ہیں، مبدیع باعث باطن آخر ظاہر حکیم محیط شکور غنی۔ امر مقتدر۔ رب علیم۔ قاہر۔ نور مصور محصی مبین قابض محی مجی۔ ممیت۔ عزیز۔ رازق۔ مذل۔ قوی لطیف۔ جامع۔ رفیع الدرجات۔

اور اسما کونیہ کی بھی تعداد اتنی ہے:۔ عقل کل نفس کل طبیعت کل جوہر ہبا شکل کل۔ جسم کل عرش۔ کرسی۔ فلک البروج۔ فلک المنازل۔ فلک الزحل۔ فلک المشتری۔ فلک المریخ، فلک شمس۔ فلک زہرہ۔ فلک عطارد۔ فلک قمر۔ کرہ نار۔ کرہ ہوا، کرہ آب۔ کرہ خاک۔ مرتبہ جما مرتبہ نبات۔ مرتبہ حیوان۔ مرتبہ ملک۔ مرتبہ جن۔ مرتبہ انسان۔ مرتبہ جامع (برزخ)

اقدس فیض نے کیا جوش — بوجھ حقیقت ہو خاموش

اسما کونیہ کو اعیان ثابتہ کہتے ہیں حضرت تعالیٰ کا ہر طریق ایجاب فیض اعیان ثانیہ پر

ہوا جس پر عرفان الٰہی کا فیضان اس طرح ہو جائے۔ اس پر اعتراض کی زبان درازی کرنے کی بجائے حقیقت کو پا لینے کی راہ تلاش کرنی چاہیئے اور زبان اعتراض کو خاموش رکھنا چاہیئے۔

اثر موثر خوب پچھان حضرت اسماء اور اعیان

اثر مصدر بمعنے فاعل (یعنی موثر) اور موثر (بالفتح یعنے متاثر) اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مرتبہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک اسماء الٰہیہ جو کہ اکوان و اعیان میں تاثیر کا عمل کرتے ہیں اور دوسرا حصہ اعیان کا ہے جو کہ تقاضا ہے کہ متاثر ہوں اور اثر قبول کریں۔

ہر ہر شان ہوں طور نیارا آن دوئی نے کیا پسارا

تمام اسماء اعیان میں رنگ علیحدہ علیحدہ ظاہر ہے۔ پھر مرتبہ میں مغائرت اطلاع ہیں اس لئے ظاہر نگاہ میں اس مرتبہ میں دوئی نمایاں نظر آتی ہے۔

اسم صفت کے معنی جان تا ہووے یہ رمز عیان

اسم اور صفت کے معنی پر غور کر لینا چاہیئے۔ تاکہ توحید کی حقیقت واضح ہو جائے، اور دوئی کا جو شبہ اس مرتبہ میں ظاہر بین نگاہ کو پایا جاتا ہے۔ وہ دور ہو جائے۔ ذات مع صفت معین اور تجلی خاص کو اسم کہا جاتا ہے۔ مثلاً رحمٰن بمع رحمت اور قہار مع قہر رحمٰن اور قہار کہلائے گا۔ صفت ایک حال مخصوص ہے جو ذات سے قائم ہے اور باعتبار تحقیق کے عین ذات ہے اور باعتبار تعقل غیر ہے۔ لہٰذا صفت عین ذات ہے نفس شیئ عین شے ہوتا ہے۔ اسم ذات با صفت ہے لہٰذا ذات مسمی ہے۔

عین کہاں ہے آنکھیں کھولو ایک ہی دیکھو ایک ہی بولو

آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہیئے اصل اعیان ثابتہ کا وجود ہی نہیں ہے۔ اعیان تو صور علمیہ حق ہیں۔ اور صور علمیہ خارج میں موجود ہی نہیں ہیں۔ صور علمیہ خارج موجود نہیں ہو سکتی

ورنہ عالم عالم نہ رہے گا۔ کیونکہ عالم وہ ہے جس میں صورت علمیہ ہو۔ اگر صورت علمیہ اس کے علم سے باہر ہو تو وہ عالم نہ رہے گا۔ اور ذات تعالیٰ جہل سے پاک ہے اس کی صورت علمیہ اس کے علم سے باہر نہیں آسکتی۔ چنانچہ اعیان کو اعیان ثابتہ کہتے ہیں کہ وہ اعیان ہمیشہ علم الٰہی میں ثابت ہیں ایک ہی ذات تعالیٰ ہے جو اپنے صور علمیہ کے آثار اور احکام سے رنگین ہو کر ظاہر ہوتی ہے لہٰذا ایک ہی دیکھو ایک ہی بولو۔

صورت علمی ہے معدوم — عالم بنا ں نہ ہو معدوم
ظاہر علم ہوں کیا موجود — عین ہوں نا نہیں اس کو بود

اعیان معدوم ہیں کیونکہ وہ صور علمیہ حق ہیں اور صور علمیہ من حیثیت ہی معدوم ہیں۔ اعیان کو خارج میں وجود حاصل نہیں ہے۔ ان کو وجود علمی حاصل ہے مگر وجود معلوم کا وجود علم ہے اور عالم عین عالم ہے۔

ایک وجود ہے ایک وجود — منہ الفیض و منہ السجود

سوائے ایک ذات تعالیٰ کے کوئی موجود نہیں ہے۔ اس ہی سے فیض ہے جس کو فیض اقدس کہا جاتا ہے اور اس کے فیض مقدس کو وجود کہتے ہیں جس سے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ مرتبہ عین میں اعیان کے آثار و احکام بحسب استعداد اعیان متجلی ہوا۔ لہٰذا حقائق اشیاء اور وجود ان کا وجود عین ہے ذات نہیں۔

وھو الواحد حقا حقا — تمت کلمت ربك صدقا

حق کہا ہے۔ بوحدت حقیقی واحد ہے جس میں دوئی کی مطلقاً گنجائش نہیں ہے یہی راست گوئی ہے۔

کہنے کو یہ درجے تین — ایک حقیقت جان یقین

یقین کیجئے کہ ان تین مراتب میں غور کیا ہے تو حقیقت ایک ہی ہے۔ کیونکہ تعدد اعتبارات سے تعدد حقیقت لازم نہیں آتی

ہر درجے کا حکم پہچان تا ہو وے تو ذوالعرفان
ہر درجے کا نام جدا ہے ہر درجے کا کام جدا ہے
ہر ہر نام کے معنی اور ہر معنی کا اور ہے طور

ان مراتب یعنی درجوں کا حق پہچان ادا کرنا ہی عرفان ہے۔ ان مراتب کی باریکیوں کو ہر لحاظ سے ملاحظہ کرنا اور ان کا مشاہدہ کر لینا ہی عرفان ہے

کہیں ہے اللہ کہیں رحمٰن کہیں سلام کہیں سبحان
کہیں علیم، سمیع، بصیر کہیں مرید، کلیم قدیر
کہیں ہے ہادی کہیں غفار کہیں مذل کہیں قہار

حقیقت واحدہ ایک اعتبار سے اللہ کہلاتی ہے اللہ کا اسم کبھی حقیقت مطلقہ پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ اور کبھی حقیقت فعالیہ موثرہ مستجمعہ صفات کاملہ پر اس کا اطلاق ہوتا ہے حقیقت منفعلہ متاثرہ حقیقت ممکن اور مخلوق کی ہے اللہ عین ہے واجب اور ممکن کا باعتبار اول اطلاق کے اور دوسرے معنی میں ممکنات کے متباین اور متاثر ہے۔ کیونکہ خالق اور مخلوق متباین ہیں چنانچہ حضرت شیخ اکبرؒ کا قول ہے کہ العبد عبد وان ترقی والرب رب ان تنزل (بندہ بندہ ہی ہے خواہ کتنی ہی ترقی کر جائے اور رب رب ہی ہے خواہ کتنا تنزل کرے)

اگر ذات تعالےٰ سے ذات جمیع الصفات مقصود ہو تو وہ اللہ ہے اگر مراد صفت رحمت عامہ ہے تو رحمٰن کہا جائے گا۔ اگر سلامتی از جمیع نقائص موجودہ وموہومہ مراد ہے۔ تو سلام ک

جائے گا۔ وقس علیٰ ذالک۔

کہیں احد ہے کہیں ہے احمد　　کہیں ہے واحد کہیں محمدؐ

حق تعالےٰ اس اعتبار سے احد ہے کہ وہ تمام اعتبارات سے مجرد ہے۔ اس اعتبار سے احمد ہے کہ از روئے تعین جامع جمیع تعینات بطریق اجمال اپنی ذات کو جانتا ہے اور اس اعتبار سے واحد ہے۔ اور تمام اعتبارات سے موصوف ہو کر تمام کو تفصیل میں جانتا ہے اور اس لحاظ سے محمد ہے کہ تمام مراتب الٰہیہ وکونیہ کا جامع ہے لہٰذا تعدد اسماء مراتب ہے تعدد ذات لازم نہیں آتا۔

کہیں ہے شاہد کہیں مشہود　　کہیں ہے حامد کہیں محمود
کہیں ہے عابد کہیں معبود　　کہیں ہے ساجد کہیں مسجود

مراتب کونیہ فرقی میں شاہدیت عامدیت۔ عابدیت اور ساجدیت سے وہی ذات تعالےٰ موصوف ہے اور مراتب الٰہی جمعی میں مشہودیت۔ محمودیت۔ محمودیت۔ اور مسجودیت سے وہی موصوف ہے۔

ہر ہر نام کا جانو نشان　　حفظ مراتب لازم جان

اسماء سے ہر اسم کی شان علیحدہ علیحدہ ہے۔ جیسے رحمت قہر سے بالکل متمیز ہے لہٰذا حفظ مراتب لازمی چیز ہے۔ محققین کا مسلک اور طریقہ حفظِ مراتب پر منحصر ہے چنانچہ مرتبہ الوہیت کا مرتبہ عبودیت پر اطلاق نہیں ہو سکے گا۔ جیسے شیریں کو تلخ اور تلخ کو شیریں نہیں کہا جا سکتا چاہئے کہ ہر اسم کو اس پر بولا جائے جو اس کے لئے مخصوص ہے۔

یہ جو تینوں ہوئے بیان　　خاص وجوب قدم کے جان
ہے معبودی اس سوں خاص　　کرو عبادت با اخلاص

حفظ مراتب یہ ہے کہ ہر سہ مراتب مذکورہ کو مراتب وجوب و قدم سمجھو۔ اور معبودیت مسجودیت

انہیں کا خاصہ ہے۔ اور مراتب حدوث کا خاصہ عابدیت اور ساجدیت ہے اور افراد ممکو[illegible]
ہے کہ اخلاص سے مراتب وجوب کی عبادت کریں۔

اور مراتب خلقی تین   بوجھ لیو اور کرو یقین

اول حضرت روح پہچان   پاک لطیف منزہ جان

اب مصنف رح حدوث کے مراتب بیان فرماتے ہیں کہ مراتب وجود کے پھر تین حصے
جن کو خلقی اور امکانی کہا جاتا ہے۔ یہ وجود مطلق کا ظہور ہے۔ یہ ظہور اعیان روحیہ مثالی[illegible]
جسے فیض مقدس کہا جاتا ہے۔ اول مرتبہ ان مراتب خلقی سے مرتبہ روح ہے جو کدورت[illegible]
سے پاک ہے اور تقلید سے منزہ ہے۔ اس کی کا ادراک نہیں ہو سکتا۔

نہ اس شکل نہ مادہ صورت   یعنی جو اسباب کدورت

روح کی نہ تو کوئی شکل ہے اس لئے وہ محتاج مادہ کی نہیں ہے اور نہ ہی [illegible]
لئے وہ محتاج صورت کی بھی نہیں ہے۔ صورت اور مادہ اسباب کدورت ہیں۔ اس لئے
ان سے منزہ ہے۔

نہ وہ روشن نا تاریک   نا وہ دور نہیں نزدیک

روح روشنی سے متصف نہیں ہے۔ کیونکہ روشنی تو اجسام کی صفت ہے۔ نہ ہی [illegible]
ہے۔ کیونکہ تاریکی بھی جسم کی وصف ہے نہ قرب و بُعد سے روح متصف ہے کیونکہ [illegible]
و بعد بھی لوازم جسم سے ہیں۔ تمام لوازم جسم سے روح منزہ ہے۔

نہ محدود نہیں متناہی   نہ معلوم بہ کد و کماہی

روح محدود اور متناہی نہیں۔ کیونکہ یہ لوازم مقدار سے ہے اور روح مقدا[illegible]
منزہ ہے روح کی اصل کنہ معلوم نہیں ہے کیونکہ وہ مجرد او بسیط اور مظہر احدیت ہے۔ بلحاظ[illegible]

روح مظہر احدیت ہے اور بلحاظ تربیت کے وہ مظہر ربوبیت ہے۔ اس کی کنہ اصل اللہ اور اخص الخواص کے کوئی نہیں جانتا۔

اوّل سرّ خدا مظاہر ناہیں اس سوں کوئیو باہر

اصل ارواح یعنی روح الروح جسے روح مطلق محمدی کہتے ہیں اوّل سرّ الٰہی ہے اس کے آثار ظاہر کے ششوں درآت میں ظاہر ہوئے۔ مظاہر عینیہ سے کچھ بھی اس سے باہر نہیں تمام ارواح اسی کے مظاہر ہیں۔ عالم مثالی بھی مظہر ارواح ہے۔ اور عالم اجسام مظہر عالم مثال ہے۔ بعد ظہور تمام کے وہ سب میں ظاہر اور عین تمام کا ہے قبل ظہور کے سب اس میں مندرج اور اس کے عین۔ لہذا تمام اس کی تفصیل اور جزئیات ہیں۔

سب اسرار کا ہے وہ مخزن سب انوار کا ہے وہ معدن

روح مطلق محمدی اسرار الٰہیہ او ربوبیت کا مخزن ہے اور انوار قدسیہ کا معدن ہے روح اور سرّ ایک ہی ہیں۔ سرّ۔ روح۔ قلب سب ایک ہی ہیں۔ عقل اوّل۔ قلم اعلیٰ۔ نور نفس کلیہ لوح محفوظ اس ہی روح کے نام ہیں۔ سرّ خفی۔ کلمہ فواد۔ صدر عقل بھی اس ہی کے نام ہیں۔

جامع مطلق ناں نہ مقید یعنے ہے وہ نور محمدؐ

روح الروح جامع الارواح ہے۔ جس طرح جنس اپنے اصناف و انواع کی جامع ہے روح الروح ہر قید سے مطلق ہے حتیٰ کہ قید اطلاق سے بھی مطلق ہے حضرت نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مظہر کامل ہے۔ اس لئے روح الروح کو نور محمدی کہا گیا ہے۔

قلم الاعلیٰ ام الکتاب اس حضرت کا جان خطاب

اس ہی روح کو قلم الاعلےٰ اور ام الکتاب بھی کہتے ہیں۔ بہ نسبت حق تعالےٰ اس کو قلم اعلےٰ کہا گیا۔ کیونکہ وہ عالم امر اور عالم خلق کے کلمات ونقوش کی کتابت کا ذریعہ ہے

اور ممکنات علمیہ کا مظہر ہے اور بہ نسبت خلق مطلق اس کو عقل اول کہتے ہیں کیونکہ اس نے حقائق اکوان کو کماحقہ پہچان لیا۔ اور بہ نسبت انسان کامل روح محمدی کہتے ہیں کیونکہ بطور اجمال کے وہ جامع جمیع حقائق کونیہ ہے۔ اور صفت مظہر ذات حق ہے اس کو ام الکتاب کونی کہتے ہیں۔

نوری اوّل ما خلق اللہ   منہ بداء ما شاء اللہ

حق تعالےٰ نے سب سے پہلے نور محمدی پیدا فرمایا۔ (اول ما خلق اللہ نوری حدیث پاک ہے) پھر اس سے جو پسند فرمایا۔ پیدا فرمایا۔ پس ہر شخص کو جو فیضان پہنچتا ہے۔ وہ نور محمدی کی بدولت ہے۔

سب ارواح خواص و عام   پرگھٹ اس سوں ہوئے تمام

تمام ارواح خواص مثلاً انبیاء اولیاء اس ہی روح سے پیدا ہوئے۔

کیا کروبی کیا جبروتی   کیا ملکوتی کیا ناسوتی

تمام ملائکہ۔ کروبی۔ جبروتی۔ ملکوتی۔ ناسوتی۔ اس ہی روح سے پیدا ہوئے!

سب کچھ اس سوں ہویا عیاں   فی الاعیان وفی الاکوان

علم میں ہے اعیان کا عین   عین منوں ہے اکوان کا عین

تمام اعیان عین نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے جزئیات اور تفصیل ہیں۔ تمام اکوان آنحضرتؐ کے روح مقدس اور قلب مظہر کی جزئیات اور تفصیل ہیں وہ نور مرتبہ علم میں اہل ایمان ہے۔

وہی وہی ہے سب موں ظاہر   ھو الاول وھو الآخر

بلحاظ ظہور کلیات وہی نور اوّل ہے اور باعتبار ظہور یہ جزئیات وہ نور آخر ہے مرتبہ علم سے اوّل اور باعتبار عین کے آخر ہی نور باعتبار روح کے اوّل اور باعتبار جسم کے آخر ہے

دوجا عالم بوجہ مثال
اس برزخ کا نام خیال

مراتب حدوث سے دوسرا مرتبہ عالم مثال کہلاتا ہے۔ اس کو خیال بھی کہتے ہیں۔

سبھ ارواح صفات معانی
صورت پکڑ ہوئی نورانی

لیکن با اشکال لطیفہ
نامکدر نہ ناکشیفہ!

تمام ارواح منزہ اور صفات مجردہ اور معانی نے اپنے اپنے استعداد کے مطابق، صور مثالیہ میں لطیف نورانی تعین حاصل کر لیا۔

لاتتبعض لا تتخبری
لاکسرا لا قطعا قطعا

نہ ٹوٹیں نہ توڑی جائیں
نہ مریں نہ ماری جائیں

تا صحیح نہیں بیمار
ناہیں سوویں نہ بیدار

نہ کھائی پیتی کا ہول
ناہیں غائط ناہیں بول

یعنی جو نقصان کا طور
ناہیں اس کا ایہاں ٹھور

صور مثالیہ ہرگز اجسام کی طرح نہیں ہیں۔ انہیں انفصال اور تقطیع اجزاء بھی عارض نہیں ہوتی وہ نہ خود بخود ٹوٹتے ہیں اور نہ ہی توڑے جاتے ہیں۔ موت بھی ان پر واقع نہیں ہوتی ہے۔ تندرستی اور بیماری بھی ان کے لئے نہیں ہے۔ نیند اور بیداری کھانا پینا بول و براز سے بھی وہ پاک ہیں۔ انہیں کوئی نقصان کی صفت لاحق نہیں ہے۔ بلکہ وہ نہایت لطیف ہیں اور تمام خواص اجسام کثیفہ عنصریہ فلکیہ سے پاک ہیں۔

سبھ ہے یہ اجسام نورانی
نہ زمانی نہ مکانی

یہ نورانی لطیف اجسام زمان و مکان کے خواص سے بھی پاک ہیں۔

ظاہر حس سوں ناہیں مدرک
ناہیں اسموں ریب اور شک

وہ صور ظاہری آنکھ سے دیکھی بھی نہیں جاتیں!

کر سینہ زنگار سوں صاف　　　تا تو دیکھے سبھ اصناف

دوئی کے زنگ وغبار سے سینہ صاف کرنے کے ذریعے اس عالم ماقبل الذکر کے تمام اصناف کا دیدار کیا جا سکتا ہے۔ زنگ وغبار کو عبادات کاملہ مشروعہ کے ذریعہ نگاہ شیخ کی تربیت کی برکت سے بطریق احسن دور کیا جا سکتا ہے۔

کدورت وکثافت شرک کو دور کر کے جب تزکیہ حاصل ہو جائے تو انسان کو وہ قلب وکھرا روشن دل حاصل ہو جاتا ہے جو فراست مومن کا حاصل ہوتا ہے جس سے انسان غیر معمولی حقیقتیں دیکھ لیتا ہے اور عالم مثال کے سب اقسام ملاحظہ کر لیتا ہے بلکہ اس دل کی روشنی سے دوسرے لوگ بھی کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس روشن دل کی روشنی کے مرتبے کئی ہیں۔ ان مرتبوں کے معارف اس حدیث پاک سے بھی مطالعہ ہو سکتے ہیں جو کہ آیت شریفہ نورھم یسعیٰ بین ایدیھم کے متعلق ارشاد ہوئے۔

قال علی قدر اعمالھم یمرون علی الصراط منھم من نورہ مثل الجبل ومنھم نورہ مثل النخلتہ وادناھم نوراً من نورہ فی ابھامہ یتقد مرۃ ویطفا آخری۔

وہ راستہ پر اپنے اپنے کردار کے مطابق چلتے ہیں کوئی تو ان میں سے اتنا بلند مقام نور لئے ہوئے ہیں۔ جیسے کہ پہاڑوں کی بلندیوں پر ان کا نور ہے۔ کوئی ان میں سے اتنا مرتبہ نورانی رکھتے ہیں جیسے کہ کھجور کے درخت کو مانند قامت در اونچائی کی وجہ سے سب درختوں میں فائق ہے۔ اور کوئی مثل انگشت کے

برابر اونچائی مرتبہ نور کی پا سکتے ہیں جن کی روشنی کبھی چمکتی ہے اور کبھی ماند پڑ جاتی ہے
بہرحال توحید کا ثمرہ حاصل کرنے والوں کے مراتب اہل مراتب ہی جانتے ہیں لہٰذا
تو یہ ذکر کرتا ہے کہ شرک سے تزکیہ اور صفائی کی وجہ سے مختلف انواع کے مراتب کی
نورانیت پیدا ہوتی ہے۔

یہ برزخ دو قسم پہچان — مطلق اور مقید جان

برزخ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مطلق یعنی خیال منفصل اور مقید یعنی خیال متصل۔

جو ہے بیچ خیال انسانی — اس کو ل جان مقید جانی

اس سوں باہر مطلق جان — ہر ہر آن موں ہر ہر شان

جو صورت ہائے مثالیہ قوت متخیلہ انسانی میں ظاہر ہوں وہ مثال مقیدہ کی صورتیں ہیں۔ مثال مقید خیال انسانی ہے جو اس سے باہر ہو اور اپنے عالم میں موجود رہے وہ صورت مثال مطلق ہے۔ وہ برزخ جسے خیال انسانی ادراک کرکے وہ مقیدہ اور دوسرا مطلق ہے اور ان ہر دو قسموں کی علیحدہ علیحدہ شان ہے ان میں سے کسی کو بھی کسی ایک جگہ قیام و ثبات نہیں ہے عالم مثال وہ ہے جو کہ عالم اجسام اور عالم ارواح کے درمیان ہے اور بعض حکماء نے اس طرح سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ جن صورتوں کے ادراک میں قوی دماغی شرط ہے وہ خیال متصل اور جن صورتوں کے ادراک کے لئے قوی دماغی شرط نہیں ہے وہ خیال منفصل ہے۔ مثال مقیدہ مثال مطلق کا نمونہ اور ظل ہے اور اس کو مثال مطلق سے ایسی نسبت ہے جیسے چھوٹی چھوٹی نہروں کو دریا سے نسبت ہوتی ہے جو چیز عالم حستی میں موجود ہے۔ وہ عالم مثال میں ضرور موجود ہے اور بالعکس نہیں ہے

اور دو نوع عروج نزولی — سمجھ لیو اور مت کر فضولی

جس مرتبہ میں ارواح قبل نشاء دنیا اور دنیویہ تھے وہ مثال نزولی ہے اس کو اولیہ بھی کہتے ہیں جس مرتبہ میں ارواح بعد مفارقت بدن رہیں گے۔ وہ مثال نزولی ہے اس کو آخریہ بھی کہا جاتا ہے اور مثال عروجی بھی کہتے ہیں۔ ارواح جب بعد نفخ اخیر میں صورتوں میں مصروح ہوتے ہیں وہ صورتیں اعمال کی صورتیں ہوتی ہیں مگر صور برزخ ایسا نہیں ہوتا۔ مثال عروجی کو غیب محالی کہتے ہیں۔ کیونکہ ان پر بہت کم لوگ واقف ہوں گے مگر آخرت میں سب واقف ہوں گے البتہ مثال نزولی سے غیب امکانی کہا جاتا ہے۔ اس کا کشف اکثر یہ ہوتا ہے جب سالک مثال مطلق کو پہنچ جاتا ہے۔ اس کے تمام مشاہدات درست ہوتے ہیں کیونکہ عالم صور عقلیہ لوح محفوظ کے مطابق ہے اور لوح محفوظ علم الٰہی کا مظہر ہے۔

ہر ہر کے احکام جدا ہیں   تمام صفات مقام جدا ہیں

مضمون مذکورہ سے واضح ہوگیا کہ عروجی و نزولی کے احکام علیحدہ علیحدہ ہیں اور ان کے صفات بھی مختلف ہیں۔

ہر موجود کو اس برزخ مول   لاتحصی اشکال پہچانو

کائنات کے ہر انسان کے لئے عالم مثال میں بے شمار صورتیں ہیں۔ انسانی حقائق عالم کا محیط ہے اور ہر حقیقت کے مطابق اسے اس عالم میں ایک صورت حاصل ہے۔

اصل اس کا ہے قلب محمدؐ   ناہی مطلق نا مقید

اس عالم برزخ کا اصل قلب محمدی ہے۔ جسے قطب عالم بھی کہا جاتا ہے۔ وہ مطلق نہیں ہے جو مقابل مقید ہو۔ اور نہ ہی مقید ہے بلکہ جامع مطلق و مقید ہے جسے اطلاق ذاتی کہتے ہیں۔

وہی وہی ہے دیکھ پہچانا   ناکو اور نہ ہو بورانا

تمام مراتب اور مشاہد میں وہی حقیقت محمدی ظاہر ہے دیوانہ ہو کر اس کے غیر کو نہ دیکھو

وھوالاصل الکل مثال — لیس لہٗ فی الکون مثال

ہر مثال کا وہی اصل ہے ۔ کیونکہ جنس اپنے انواع اور اصناف کا اصل ہے جب اس کا غیر کوئی نہیں ہے تو اس کا مشابہ اور مماثل کون ہو سکتا ہے

تیجا حضرت جسم یقین — وھوالعرش الی الارضین

مراتب حدوث سے تیسرا مرتبہ جسم ہے وہ عرش سے تحت الثریٰ تک ہے ۔

سب افلاک کواکب سارے — چار عناصر بوجھ پیارے
ساتوں ہیں طبقات زمین — اور مرکب جانو تین
اوّل کا ہے کانی نام — دوجا بوجھ نباتی عام
تیجا دیکھ لیوے حیوان — ہر ہر کی انواع پہچان

یعنی افلاک اور کواکب (آبائے علوی) چار عناصر اور ہفت طبقات زمین (امہات سفلی) اور تینوں مرکب یعنی کانی، نبات اور حیوان ۔ ہر ایک انواع اور اصناف اور افراد مرتبہ جسم سے جانو۔

ایہاں سبھ اشکال نورانی — پھر لباس ہوئی ظلمانی

اس مرتبہ میں تمام اشکال نورانی بذریعہ صور اجسام کثیفہ کے حواس ظاہری میں محسوس ہوئے ۔ صور محسوسہ صور مثالیہ کے ظل ہیں اس میں کثافت تعینات اجسام نے وجہ مطلق کی جلوہ آرائی کو ارباب ذوق و عشق کے لئے ممکن بنا دیا ۔

اصل اس کا ہے جسم محمدؐ — صلی اللہ علیہ وسلم

اصل منشائے عالم اجسام آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک ہے ۔

جامع مطلق نور النور — سر گھٹ ہو یا ہو مستور

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حقیقت کے اعتبار سے جس کو تعین اول کہتے ہیں۔ جامع جمیع اعتبارات مطلق از تمام تقییدات ہیں بصورت جسم کل کا مقدمہ صحیفہ محسوسات ظاہر ہوئے۔

ہر عالم میں ہے موجود ہر مشہد میں ہے مشہود
ھوالباطن وھوالمضمر وھوالظاھر وھوالمظھر

وہی نور سرمدی سر ازلی۔ تمام عالمہائے روحیہ اور مثالیہ میں موجود ہے۔ اور وہی باعتبار تعین مطلق باطن اور باعتبار انصباغ ظاہر ہے اور باعتبار اجمال وکلیت ظاہر اور باعتبار تفصیل اور جزئیہ مظہر ہے اور وجود وجود احمدی اور شہود شہود محمدی ہے بلکہ وجود اور شہود دونوں محمدی ہیں۔

جیسے سب کے میری جان سر خدا کا ہے انسان

مذکورہ بالا چھ مراتب کے آخر میں مرتبہ انسان ہے جو کہ تمام کا جامع ہے اس کو سنت انسان کامل کہتے ہیں وہ سر اللہ ہے۔ باطن اللہ ہے۔ سر و باطن مرتبہ وحدیت ہے۔ جو مرتبہ الوہیت ہے۔ باطن انسان کامل بصفات الٰہیہ سے متصف ہے اور ظاہر انسان بصفات عبودیت سے مبعوث ہے

صورت حق کے پر مخلوق ہم ہی عاشق ہم معشوق

اللہ نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ ان خلق اللہ آدم علی صورتہ وہ ذریعہ ہے حق تعالے اسماء اور صفات کے ذریعہ کامل انسان کے ذریعہ ظاہر ہے۔ انسان اپنی حقیقت اعیانیہ کے اعتبار سے عاشق اور اپنی صورت متصاف بصفات الٰہیہ کے اعتبار سے معشوق ہے۔

سبھی کمال بوجہ کمال — بالتفصیل و بالاجمال
اس مظہر موں ظاہر خاص — خاص الخاص ہے خاص الخاص

تمام کمال ذاتیہ بہ تفصیل و اجمال اس مظہر خاص میں ظاہر ہیں۔ انسان جمال و تفصیل و قوت و فعل کا جامع ہے۔ خاص الخاص میں یہ اشارہ ہے کہ انسان ملائکہ مقربین سے اشرف ہے۔ اس لئے خلافت سے مشرف ہوا۔

یعنی سب اسماء الٰہی — پرگھٹ اس موں ہے کماہی
جیتے اسماء صفات کیانی — اسموں ہور تے سبھ رخشانی

تمام کمالات وصفات الٰہیہ وکونیہ اس مظہر خاص انسان میں علی وجہ کمال ظاہر ہیں۔

مظہر کامل نسخہ جامع — سر معانی ہویا لامع،

انسان مظہر کامل ہے جو کہ نسخہ جامع ہے اور حق تعالیٰ کا بھید یہ انسان روشن کرنے والا ہوا ہے۔

ظاہر اس کا عبد پچھان — باطن اس کا حق کر جان
لا انا الّا ھو فرمایا — لا ھو الّا انا سنایا

ظاہر انسان جو کہ تعین انسانی ہے۔ پابند بندگی ہے مگر باطن اس کا حق ہے اور ارشاد لا انا الّا ھو (میں وہی ہوں اور لا ھو الّا انا وہ میں ہی ہوں)، کا یہی مطلب ہے۔ کہ انسان کی دو جہت ہیں ایک انصباغ وجود علی حسب احکام صورت علمیہ الٰہیہ اور پابندی عبادت و امتثال اوامر اور دوسری جہت باطن کی جو کہ اس پابندی عبادت میں چھپی ہوئی ہے۔

عالم جسم مستوی جہان — روح مصفیٰ ہے انسان

لولا آدم لمحی الرسم　　لولا الروح لبطل الجسم

تمام جہان ایک صورت جسم ہے اور روح اس کا انسان ہے۔ اگر آدم نہ ہوتا تو رسم نشان مٹ جاتی اور اگر روح نہ ہوتا۔ تو جسم بیکار رہتا۔ جہاں کی قیادت انسان کامل کے سپرد ہے اگر قیادت نہ ہو تو سب جہان درہم برہم ہو جائے۔

آخر سب کے بیچ نزول　　اوّل سب کے ہے یار رسول

انسان کامل یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف آوری میں تو آخر ہیں مگر باعتبار وجود علمی سب سے اوّل ہیں۔ آنحضرت انسان کامل ہیں اور باقی سب آپ کے مظاہر ہیں

سب اکوان کو ہے کالعین　　بل لہم انسان العین

انسان کامل تمام موجودات کی آنکھ ہیں۔ انسان کے معنی لغت میں مردمک چشم ہے

عرش و فرش ہیں اس کے تابع　　کل الکل ہے سب کا جامع

ہے وہ کل سبھی اجزا　　سب وجا سے سب کچھ جا

ہر عالم کا ہے وہی مدار　　دُنیا عقبےٰ کا سنگار

عرش و زمین اور تمام اشیاء اس انسان کامل کے لئے مسخر ہیں۔ اور وہ انسان کامل سارے کائنات کا جامع ہے۔ اس ہی لئے تو یہ مسلمہ امر ہے کہ انسان کامل اگر اس کائنات سے حقیقتہً علیحدہ ہو جائیں تو سارا جہان ہی فنا ہو جائے اس ہی لئے یہ انسان کامل سارے جہان کا حیات قرار و مدار ہے اور اس کائنات دُنیا و دین کی یہی انسان کامل زینت ہے

سائیں خلیفہ حق کا جان　　حق کر جانوں حق کر جان

ستر خدا کا ستر خدا　　کیا کہیے کچھ کہا نہ جا:

انسان خلیفہ تعالےٰ کا ہے اور حق تعالےٰ کا نائب ہے۔ انسان اللہ کا راز ہے

مرتبہ ہے۔ وضاحت کا یہ مضمون متحمل نہیں ہو سکتا۔

انا عربُ بے عین کہایا　　انا احمد بے میم سنایا

کہنے سننے سوں ہے باہر　　اوّل آخر باطن ظاہر

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وجود مطلق کا تعین اول ہیں۔اس حقیقت پر تفصیل سے تذکرہ نہیں کیا جا سکتا۔تاکہ کہیں جو بعض لوگ اس علم سے محروم ہیں اور اسرار و معارف نہیں سمجھ سکتے۔ وہ غلط راہ اختیار کرنے پر مائل نہ ہو جائیں۔

کیا کہتا ہوں میں بیہوش　　سن کر جانی ہو خاموش

میں سرشار مُرشد دتو سید ہو کر جو کچھ کہہ گیا ہوں۔پیارے ناظرین کو چاہیئے کہ بڑے عزم و احتیاط سے اس میں تفکر کریں۔

سات مراتب بوجھ پیارے　　ہر ہر کے ہیں حکم نیارے

مراتب تنزلات سات ہیں۔ہر ایک کا نام اور حکم جدا جدا ہے!

ست گر سوں توں کر تحقیق　　ناں ہو ملحد ناں زندیق

مرشد کامل سے ہی اسرار و معارف کی دریافت کرنی چاہیئے تاکہ ناقص العلم اور ناقص العمل کے سرخرفات اور زلات کی وجہ سے الحاد اور کفر کی طرف نہ پھسل جاؤ۔

فرق اور جمع موں فرق پچھان　　پھر دونوں کو ایک ہی جان

مرتبہ فرق یہ ہے کہ وجود تعالےٰ احکام و آثار اعیان ثانیہ کے لباس میں ہے اور مرتبہ جمع یہ ہے کہ وجود تعالےٰ شیون و تعینات فاعلہ کے لباس میں ہو۔جب آدمی اپنی ذات کی طرف نظر کرے۔تو مرتبہ فرق۔اور جب آدمی حق تعالےٰ کی طرف نظر کرے تو مرتبہ جمع ہے۔

بوجھ لیو تنزیہ کوں خوب　　ناں ہو ملحد ناں محجوب

بھی تشبیہ کوں جانوں نیک　　　پھر دونوں کوں جانو ایک

مرتبہ تنزیہیہ جو مرتبہ الوہیہ یعنی مرتبہ اطلاق ہے۔ اس پر اچھی طرح غور کرو۔ تاکہ الحاد سے بچ جاؤ اور اہل نظر و فکر کی نگاہ میں شرمندگی و حقارت نہ ملے۔ اور مرتبہ تشبیہ حق کو جو مرتبہ مظاہر کونیہ خلقیہ ہے۔ اس کی حقیقت یہ بھی نظر و فکر کرنی چاہیئے۔ اور ہر دو مراتب ایک ہی نظر آئیں گے صفات مطلق با اعتبار مراتب وجوبی اور مرتبہ اطلاق کے تنزیہ مرتبہ میں ہے اور با اعتبار مراتب کونیہ کے تشبیہ کے پردے نظر آئیں گے۔

ظاہر موں ہے وحدت کثرت　　　باطن موں ہے کثرت وحدت

وحدت مرتبہ ظہور اشیا میں کثرت سے الگ ظاہر ہوئے۔ اور تنزیہ نے تشبیہ کی صورت اختیار کی اور مرتبہ بطون اطلاق میں کثرت عین وحدت ہے تشبیہ عین تنزیہ ہے ایک اعتبار سے وہاں تنزیہ ہے اور اعتبار تقید و تنزل میں تشبیہ ہے۔

قدم وجوب کے سبھ اسمار　　　جانوں فاعل فی الاشیاء

ازلی ابدی ہیں درکار　　　ناہنہ معطل ناہنہ بیکار

مرتبہ جمع کا یہ خاصہ ہے کہ قدم اور وجوب کے اشیا کونیہ میں جن کو اسماء مرتبہ فرق کہا جاتا ہے۔ فاعل ہیں اور اسماء وجوبیہ بے کار معطل نہیں ہیں اور ازلی ابدی ہیں۔

اس مشہد موں ہے مسجود　　　فھو القاصد والمقصود

چہارم خاصہ یہ ہے کہ اس ذات مطلقہ کا معبود و مسجود ہونا۔ اس ہی مرتبہ کے ایک اعتبار سے ہے مرتبہ جمع میں معبود و مقصود اور مرتبہ فرق میں عابد و قاصد ہے۔

ملہ ہیں سبھ اسمار کیانی　　　حادثات جانوں اور نقصانی

اس مظہر موں راکع ساجد　　　فھو الطالب وھو العابد

اسماء کونیہ اور جزئیہ کے احکام سے ایک حکم حدوث ہے - یعنی خاصہ ظہور ہونے کا ہے بعض نے حدوث کو افتقار و احتیاج ذاتی کہا ہے - بعض نے وجود بعد عدم کو حدوث کہا ہے ایک خاصہ اسماء کونیہ کا نقصان یعنے خامی و احتیاج کی ہے - مرتبہ فرق کا تیسرا خاصہ یہ ہے ایک اعتبار سے سجدہ گزار اور طالب و قاصد ہے -

بندے کا ہے طاعت کام | واعبد ربک سنو کلام
کرو عبادت دن اور رات | شرک اور شک سوں ہووے نجات

بندہ پر بندگی فرض ہے - اس لئے اپنے پروردگار کی عبادت حضور سرور کائنات تعین اول حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع شریعت کی روشنی میں کئے جاؤ اور واعبد ربک حتی یاتیک الیقین جو قرآن حکیم میں ارشاد ہوا - اس کے مطابق دن رات ہر شعبہ زندگی میں عبادت اللہ کی کرو تاکہ دل میں اتنی روشنی اور صفائی پیدا ہو جائے - کہ شرک بالکل زائل ہو جائے اور توحید کا رنگ غالب ہو کر تمہیں اس قابل بنا دے کہ بندہ از بندگی شود فاضل (بندہ بندگی سے ہی فضیلت حاصل کرتا ہے) سکے مکارم کا جلوہ دیکھ سکو -

کرو عبادت شرع آئین | حاصل ہووے نور یقین
جس کو ناہیں شرع گواہ | اس کوں جانوں تم گمراہ
حق نے کہیا نور مبین | شرع کوں ہیچ کتاب متین
جس کو حاصل ناہے یہ نور | طبع و ہوا کا ہے مغرور
ناہے ہوا اسکوں قرب وصال | شرع بنا ہے قرب محال

طالبان طریقت کے لئے لازمی ہے کہ شریعت محمد مصطفوی کے مطابق عبادت کرتے رہیں اور خود ان کو یقین کے تمام شعبوں اور منزلوں کی بلندیاں اور مرتبے مل جائیں - مگر وہ عبادت

گزاری شرعی طور پر ہر حال میں اپنے لئے لازم رکھیں۔ عبادت پر مواظبت اور ہمیشگی کرنا ہی بلوت کی جان اور روح ہے۔ یہی نکتہ حقیقت و اعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین میں چمک دمک رہا ہے۔ اسم یقین عوام کے لئے علم الیقین متوسط طبقہ اولیاء کے لئے عین الیقین خواص اولیاء اللہ کے لئے حق الیقین انبیا کے لئے اور حقیقتہ حق الیقین حضور نبینا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص بیان ہوا ہے۔ مگر یقین بمعنی موت تفسیر ہو پھر عبادت زندگی بھر کرنا اس بیت کی شرح ہو گی اور جس نے شرح محمدی مصطفوی کے راستہ سے دور جا کر عمل کیا وہ گم کردہ راہ ہے۔ شرع مصطفوی کو نور روشن فرمایا گیا ہے اور اس نور کی روشنی سے کوئی ذی عقل انسان بے پرواہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے سوا طریقت کے منازل کا طے کرنا محال ہے۔ اس ہی شریعت مصطفوی کا مطیع اور منقاد ہو کر طریقت کے عالی مقامات حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

رمز خفی اور سر نہاں	کہتا ہوں میں سن تو جان
اپنے آپ کو خوب پہچان	جے چاہیں حق کا عرفان
یعنی ممکن ہے نا بود!	نا مشہود نہیں موجود
ظاہر علم موں ہے معلوم	حضرت عیان موں ہے معدوم

حدیث پاک میں ارشاد ہوا ہے۔ من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہ۔

یعنی جس نے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا معرفت حق معرفت نفس کا نتیجہ ہے طالب علم کو چاہئیے کہ اس طرح اپنے آپ کو پہچانے کہ آدمی ممکن اعیان ثابتہ نابود محض ہے اور وجود شہود اسے نہیں ہے مرتبہ ظاہر علم میں یعنی مرتبہ واحدیت میں معلومیت کے وجہ سے نمود حاصل رکھتا ہے اور وجود خارجی میں معدوم ہے۔

نا ہے اس کوں ذات صفات — نا ہے کچھ کام نہیں کچھ بات
نا ہے زمان مکان سوں کام — نا ہے نشاں نہیں کچھ کام
لیس لہٗ فی الکون مجال — لا فی الماضی لا فی الحال
صور خیالی ہیں اعیان — حق ہے ظاہر فی الاکوان
ایک ہی ذات تمام صفات — اس کوں ثابت بے اثبات
ایک ہی ذات اسماء — اس کو ثابت ہر ہر جا
ایک ہی ذات سبھ اسکے نام — کہیں ہے خواجہ کہیں غلام

جب ممکن کو وجود عین حاصل نہیں ہے۔ اور کی ذات صفات نہیں ہے۔ نہ اس کا کوئی ہے۔ اور نہ ہی زمان، مکان۔ نشان اس کا ہے۔ وجود ہی نہیں۔ صفات جو کہ تابع وجود نہیں کیسے پائی جائیں گی یہ صور مشہودہ جو نظر آرہی ہیں جن کو اعیان خارجی کہتے ہیں معقول ہیں دراصل اور موجود ہے۔ جیسے تمام صفات ثابت ہیں اور ان صفات کیلئے حق تعالےٰ کے لئے کسی مثبت کی احتیاج نہیں ہے۔ ایک ہی ذات حق تعالےٰ ہیں جس کے تمام اسماء ثابت ہیں، ذات تو ایک ہی ہے اسماء کئی ہیں۔ غلام۔ رب۔ عبد۔ خواجہ و غلام سب ایک ہی ذات مطلق تعالےٰ کے اسماء ہیں۔ اسماء و صفات کونیہ سے مراتب کونی میں وہی ذات موسوم ہے اور وہی ذات مطلق مراتب جزئی میں اسماء و صفات وجوبی سے متصف ہے۔

نا ہیں تجھ کو ذات صفات — کون ہیں کیا ہیں کہہ ری بات

جب تیری ذات صفات ہی نہیں ہے۔ تو بتاؤ تم کون ہو اور کیا ہو۔

عربی کیا کہتے ہیں خوش — ثبت عرشک ثم النقش

چنانچہ عربی ضرب المثل ہے کہ پہلے اپنی تختی ٹھیک کرو۔ پھر اس پر لکھو۔ اگر تختی ہی

نہیں ہے تو تحریر کس پر کرو گے ؟

پھر اعیان کی سن لو بات ان ھی الا کالمرات
سب اسماء صفات وجولی کیا کہیئے اعیان کی خوبی
روشن ہوئے ان موں صاف بالاثار و بالا وصاف
یوں ہے حق آئینہ عیان للاعیان بلا نقصان

اعیان ثانیہ بود عینی وجودی شہودی نہیں رکھتے۔ اور ان کو ملن ہیں حق تعالے ظاہر ہے اعیان ثانیہ مرایا کی طرح ہیں۔ تمام اسماء صفات وجولی مع آثار و اسباق ان میں روشن ہیں وجود عینی اعیان ثانیہ کا آئینہ ہے۔ ان کے آثار و احکام بلا کم و کاست اور بلا کسی قسم کے تحریف کے اس میں موجود ہیں۔ حدیث پاک میں ہے المؤمن مرآۃ المومن (مومن مومن کا آئینہ ہے) اس میں مومن اول سے مراد اعیان ثانیہ ہیں اور مومن ثانی سے مراد حق تعالے ہے یعنی اعیان مظاہر ہیں جن میں حق تعالیٰ ظاہر ہوا۔ مومن اول سے مراد عبد ہے اور دوسرے مومن مراد حق تعالے ہے۔ عبد مومن حق تعالے جو مومن ہے اس کا آئینہ یعنی منہ دیکھنے کا شیشہ ہے یوں بھی اوصاف حق تعالے سے عبد مومن متصف ہوتا ہے یعنی اس کا آئینہ ہوتا ہے اس کی دوسری توضیح یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اول مومن سے مراد حق تعالے اور مومن ثانی سے مراد اعیان ثانیہ ہوں۔ مطلب یوں ہوا کہ وجود حق تعالے کا اعیان میں تعین ہوا تو تمام حقائق اعیان حق تعالے میں دکھائی دینے لگے۔ خلاصہ یہ کہ حق آئینہ خلق اور خلق آئینہ حق ہے۔

آپ ہی صورت آپ آئینہ اپنے آپ کو آپ ہی بینا

آپ ہی صورت ہے اور آپ خود ہی آئینہ ہے۔ اعتبارات کے لحاظ سے وضاحت سمجھ میں آجائے گی۔

انی انا اللہ ہے یہ قرآن انی عبدہٗ لیو مان

قرآن حکیم میں ہی ارشاد ہوا۔ انتی انا اللہ لا الہ الا انا (میں ہی اللہ ہوں۔ مرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔) اور قرآن حکیم میں ہی ارشاد ہوا۔ انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا (میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب صحیفہ عنائت فرمایا۔ اور مجھے نبی مبعوث فرمایا۔ مراتب قدم میں الوہیت کا امتیاز موجود ہے تو کون میں عبودیت کا شرف ملا ہے۔

ناہی بنا محمد کوئی | ہر ہر جا موں اوہی اوہی
ہر جا اس کا نام نیا سا | وہی وہی ہے پیو پیارا
کہیں ہے آدم کہیں ہے حوا | کہیں ہے شیث کہیں ہے موسیٰ
کہیں ہے یوسف کہیں یعقوب | کہیں شعیب کہیں ایوب
کہیں داؤد کہیں ذکریا | کہیں ہے یحییٰ کہیں ہے عیسیٰ
کہیں عبداللہ کہیں محمدؐ | کہیں اسداللہ نور موید
کہیں حسن ہے کہیں حسین | کہیں بتول بنی کا نین
کہیں ہے سید محی الدین | مرحقیقت نور یقیں
سبھے مظاہر اس سوں روشن | آپ ہی ظاہر آپ موں روشن
احمد احمد ہے ہر جا! | کیا کہئے کچھ کہا نہ جا

جب انسان کامل (ذات محمدی) بدرجہ اتم اور بمرتبہ اکمل ذات مطلق کا آئینہ ہے۔ تو تمام مظاہر کا مرجع وہی انسان کامل (ذات محمدیؐ) ثابت ہوئی۔ اور اس انسان کامل (ذات محمدی) کے ماسوا کسی کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ اس ہی کے انوار تمام زمانوں اور تمام مقاموں میں جلوہ گر

ہیں۔ گو ہر مقام پہ اس کا نام اور وصف جدا ہے۔ درا صل وہی ذات ستودہ برگزیدہ کا نور روشن قلب وجود جگمگ جگمگ کر رہا ہے حقیقت میں اسی ذات محمدی کی محبوبیت آئینہ طلعت اور آئینہ رونمائی تمام کائنات کے تمام کمالات ظاہری و باطنی کا خزانہ ہے۔ سو وہی ذات محمدی ان کمالات کی حفاظت کرتی ہے۔ انبیاء شہدا۔ اولیاء۔ صالحین بیان فرما کر مصنف علیہ الرحمہ نے اشارہ فرمایا کہ ایسی جلیل القدر ہستیوں کے احوال سے صاف ظاہر ہو جائے گا۔ کہ ان کے کمالات کی فضیلت کا مرجع ذات محمدی ہی ہے۔ اور ان حضرات عالی مقام کا ذکر ایک ہی جگہ بیان فرمایا۔ تاکہ یہ بھی ظاہر ہو جائے کہ اہل کمال ایک دوسرے کی فضیلت سے متعارف ہیں۔ انما یعرف والفضل من الناس ذووہ

ہے یہ سرِّ خفی مکتوم! محرم بنا نہیں معلوم
نا بن محرم کو بن پیر پیر ہی پیر ہے پیر ہی پیر

یہ اسرار نہایت سربمہر پوشیدہ راز ہیں۔ اور اس کی گہرائیوں کو صرف اہل نظر شیخ طریقت ہی پا سکتا ہے۔ جس کے ذریعہ طالبان حق کو راہ یابی ہو سکتی ہے۔ اور سوائے وسیلہ شیخ طریقت مرشد ہدایت کے جس کسی نے بھی اس منزل کے لئے راہ اختیار کی۔ وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچا! شیخ طریقت۔ پیر حقیقت۔ مظہر حقیقت محمدی ہے۔ اور حقیقت محمدی کی وضاحت اوپر گزر چکی ہے۔ اس لئے کہا گیا ہے پیر ہی پیر ہے۔

پیر ہمارا شاہ جیلانی جس کا نا ہیں کوئی ثانی!
سرِّ نبی کا نورِ علی کا! واقف رازِ خفی و جلی کا
امر اس کا ہے امر اللہ اسم اس کا ہے اسم اللہ
ذات صفات کا نا ہے بیان ھو الجامع لکل الشان

اب جناب مصنف (علیہ الرحمۃ) نے سلسلۂ قادریہ کے شیخ اکرم یعنی حضرت غوث الاعظم سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی ذکر کیا ہے۔ جن کی فضیلت علم و ولایت کاملہ اور غوثیت عظمٰی پر سارے جہاں کو اتفاق ہے۔ یہاں پر یہ بیان فرما کر کہ حضور غوثیت مآب حضرت انسان کامل سرور کائنات محمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسل اشرف سے ہیں اس سے یہ اشارہ بہ فرمایا ہے کہ کمالات روحانیہ کے اعتبار سے بہت گراں مایہ املاک کی وراثت حضور کو ملی۔ حدیث پاک میں ورثۃ الانبیاء کے متعلق ارشاد ہوا ہے۔ اس کی توضیح اور تشریح میں حضرت شیخ اکبر محی الدین ؒ نے لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے۔ کہ "وارثانِ انبیاء سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جن کے علم کو عقول و حواس ادراک نہیں کر سکتے۔ بلکہ عقول اپنی نظر میں اسے محال سمجھیں اور وہ لوگ وارثان انبیاء نہیں ہیں۔ جن کے علم کا ادراک بذریعہ عقول و حواس کے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایسے علم میں وراثت نہیں مل سکتی" یعنے وراثت باطنی کمالات میں متصور ہو سکتی ہے۔ ظاہری علم میں وراثت نہیں چلتی۔

جب محض نگاہ کرم اور توجہ شیخ سے کمالات باطنی کا عطیہ وراثت میں مل سکتا ہے تو جہاں شیخ کے ساتھ نسبتی لحاظ سے بھی رابطہ قائم ہو۔ تو اس وراثت کی عظمت شان کا اندازہ لگالو۔ کہ کس قدر بلند مرتبہ ہوگی۔ آں غوثیت مآب کو تخلق باخلاق اللہ اور اتصاف بصفات اللہ کی وجہ جو خلعت انعام امر تکوین کن فیکون کا حق تعالےٰ سے عطا ہوا۔ اس سے امران کا امر اللہ بالکل واضح حقیقت ہوتی ہے۔ آپ کے لئے کائنات کی تسخیر موجود ہے۔ جو کہ عطیہ اللہ کی جانب سے ہے۔ حضرت غوثیت مآب کی شان کاملہ میں آں ممدوح کے جدِّ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات باطنی سے جو وراثت ظاہر ہے وہاں وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی (قرآن حکیم) کا زور تصرف بھی موجود ہے۔ اس لئے امران کا امر اللہ مصنف ؒ نے

فرمایا۔ اور ان ہی کمالات باطنی کے رنگ میں بزرگان نے بھی لوگوں کا تزکیہ و تصفیہ باطن فرمایا اور یہی بعثت ثانیہ ہے۔

بعث اولی ۔ وھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم (قرآن حکیم)

(وہی اللہ جس نے امیوں میں ان ہی میں سے ایک نبی بھیجا)

اور کنتم خیر امت اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ۔

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے وجود میں لائے گئے ۔ اچھی بات کا حکم دیتے ہو ۔ اور بری بات سے روکتے ہو اور تم اللہ پر یقین رکھتے ہو (قرآن حکیم)

طریقت اولیاء اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ ہے ۔ بعثت اولی میں نبی خود احکام و تعلیمات کی اشاعت میں مصروف ہوتا ہے ۔ اور بعثت ثانیہ یہ ہے کہ نبی اپنے لوگوں سے اسی اشاعت کا کام لیتا ہے اور اس کے یعنی امت کے علماء ربانی دوسرے لوگوں کی اصلاح و تزکیہ کر کے ان کے دلوں کو بھی منور کر دیتے ہیں ۔ یہ مرتبہ ہمارے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ملا ہے ۔ کہ آنحضرت کی امت سے ایسی ہستیاں پیدا ہوئیں جنہوں نے نور محمدی کو تمام تزکیہ و تصفیہ اور اصلاح باطنی کی صورت میں دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلایا۔

مسلم امت میں چند ہستیاں ہوتی ہیں جنہیں نور محمدی کے فیضان تقسیم کرنے کے لئے خصوصی امتیاز حاصل ہوتا ہے ۔ چنانچہ ولتکن منکم امت یدعون الی الخیر و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون

قرآن مجید میں ارشاد ہوا "اور تم میں ایک جماعت ہو جو لوگوں کو اچھی بات
کی طرف بلاوے اور بری بات سے روکے اور یہی فلاح والے ہیں"
یہ نورانی ہستیاں مختلف مراتب رکھتی ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں جو وارد ہوا۔

منهم من نوره مثل الجبل و
منهم من نوره مثل النخلة

(بعض تو وہ ہیں جن کا معیار نور پہاڑ کی بلندی کے مشابہ ہے اور بعض وہ
ہیں جن کے نور کا اندازہ کھجور کی اونچائی کے مشابہ ہے الخ)
مراد از بعثت اولیٰ کا مقصد ہے اور بالواسطہ بعثت ثانیہ کا بھی یہی مقصد ہے۔ کیونکہ
بالواسطہ جاری رہے۔ اس لئے ہر شیخ کا امر ذات محمدی ہے اور ذات محمدی کا امر اللہ ہے۔
یہ نکتہ عمیقہ ہے جو کہ بصیرت رکھنے والوں کے لئے امر ان کا امر اللہ سمجھنے میں مزید سہولت
پیدا کر سکتا ہے۔

جدا نبی کا ہے وہ نائب	عقل اور فکر سوں ہے وہ غائب
دین نبی کا ان سوں روشن	قدم ان کا ہے سب کی گردن
سب ولیوں کا ہے سردار	غوث الاعظم قطب مدار
فرداً لیس کمثلہ احدٌ	بحرٌ لیس لفضلہ امدٌ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ	الحقنا بالرحمۃ معہٗ

آپ غوثیت مآب ذات محمدی کے نائب حقیقی ہیں۔ اور آں ممدوح سید الاولیاء ہیں
جیسا کہ ممدوح مقام محمود سے سرفراز کئے گئے۔ ہوئے ہیں جس مرتبہ کے مکارم اور محاسن
میں ہر کہ ومہ پر واضح نہیں ہیں۔ بعثت ثانیہ سے جو روشنی اور افاضت ملی ہے اس

میں غوثیت مآب کا اولیاء کی جماعت میں سب سے زیادہ حصہ ہے۔ اس لئے محی الدین کے لقب سے ملقب ہوئے اور آں ممدوح کو وہ بلند مرتبہ نور باطنی کا اور قلب اجود کا ملا۔ جو کسی ولی اللہ کو عطا نہیں ہوا۔ اللہ ان سے راضی ہوگیا۔ اے اللہ ہمیں از رہ کرم ان کے ساتھ رکھیو۔ یعنے ان کی محبت عشق ہمارے دلوں میں قائم رہے۔ تاکہ تیری خوشنودی ہمیں ملے۔
حضرت حقیقت محمدیہ کی جانب سے جو ارشاد حدیث میں وارد ہوا۔

لا تکون مومنا حتی اکون احب الیک من نفسک

(تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمہارے دل میں اپنی ذات کی نسبت
مری ذات کی محبت زیادہ نہ ہو جائے۔)

مفکرین حقیقت نے اس کا فلسفہ یہ بیان فرمایا۔ کہ محبت کی حقیقت یہ ہے۔ کہ لذت یقین کا غلبہ عقل پر ہو جاتا ہے۔ تو اس کیفیت کو محبت کہتے ہیں۔ یعنی جب یقین انسان کو زیادہ لذیذ محسوس ہونے لگے۔ اور ظاہری عقل وخود کے حیلوں سے آدمی دھوکا نہ کھائے تو وہ محبت ہے۔ شیخ سے محبت کا یہی درجہ ہونا چاہیئے۔ کہ ظاہر کی آنکھ جو دنیا کے کو دیکھتی ہے اس پر یقین غالب آجائے۔ یقین کی لذت کا غلبہ ہو جائے۔ تو پھر حیلہ ساز عقل صحیح معنے میں نور فراست بخش یعنی باطن کی دوربین آنکھ بن جاتی ہے جو کہ بہت اعلے مقام ہے۔ جسے عقل کی ہجو کی گئی ہے وہ ظاہر کی آنکھ ہے۔ وہ حیلہ ساز عقل ہے جو نور باطن سے غافل اور خالی ہوتی ہے اسے لذت یقین سے مغلوب کرنا چاہیئے اور مومن کی فراست وعقل حاصل کرنی چاہیئے جو کہ حقیقت محمدیہ سے ملتی ہے۔

دین دنی کا پشت پناہ
قطب حقیقت شمس یقین

والی میرا فاضل شاہ
نائب سید محی الدین

عارف کامل دل آگاہ ! | نور محمد سر اللہ
اوّل آخر ظاہر باطن | ہاتھ ہمارے اس کا دامن
ناہیں اس بن کو یہ میرا | اس کا ہوں میں اس کا چیرا
ناتہہ کسو سیں مجھ کو کام | وہی ہے مولیٰ وہی غلام

دربار قادریہ فاضلیہ بٹالہ شریف کے میر کارواں بانی معظم، سید السالکین میر العارفین سید ابو الفرح محمد فاضل الدین رضوان علیہا مصنف کے مرشد اور والد محترم تھے مصنف آں ممدوح کے سجادہ نشین اور فرزند اکبر تھے۔ اس ہی لئے فرماتے ہیں کہ حضرت فاضل شاہ میرے دین دنی کے ملجاد ماوی ہیں۔ میرے ظاہری و باطنی کمالات کی رونق اور فروغ آں ممدوح کی ہی ذات سے وابستہ ہے۔ جو کہ حقیقت کے قطب ہیں اور یقین کے مراتب کے سموخ ہیں اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نیابت پر ممکن اور فائز۔ اس لئے انھوں نے احیائے دین تصنیف تالیف کے ذریعہ فرمایا اور تزکیہ و تصفیہ کے ذریعہ عرفان کی سلطنت کے بادشاہ کمال ہیں۔ اور حقیقت محمدی سے متنور ہیں اور اللہ کے سر ہیں۔ اوّل آخر ظاہر باطن کے اوصاف سے متحقق ہیں۔ ان سے دامن وابستہ ہونے پر مصنف کو فخر ہے۔ اور فنافی الشیخ ہونے پر وضاحت لانے کے لئے وہی ہے مولیٰ وہی غلام فرمایا۔ ظاہری۔ باطنی علوم کی اشاعت کے ذریعہ احیائے دین کے نصب العین کو سرانجام دیا۔ حضرت ابو الفرح کا نصب العین جو ان کے فلسفہ حیات سے ظاہر ہوتا ہے یہی ہے کہ حلقہ بگوشان دربار قادریہ فاضلیہ پر احیائے دین کی سعی و کوشش واجب ہے۔

اپنے شہ کا لے کر نام | کیا رمز العشق تمام
رمز العشق کو جس نے جانا | بیشک حق کو ان دیکھ پہچانا

حمد کہو اور بہت سلام ‏ اوّل آخر نیک کلام

یا ربّ صلّ علیہ والہٖ ‏ واجعلنی فی حبہٖ والہٖ

اللّھم بنور جمالہٖ ‏ شرفنی بالحال و قالہٖ

مصنف خاتمہ کتاب رمز العشق پر فرماتے ہیں کہ اپنے شاہ عرفان حضرت ابو العلیٰ موحدت کے تم پر یہ کتاب ختم کر رہا ہوں اور خاتمہ پر پھر تاکید فرماتے ہیں کہ آخر پر ذات مطلق کی حمد اور تعین اول حقیقت محمدی پر درود و سلام بھیجنا بھی ضروری ہے کیونکہ ابتدائے کار میں حمد و صلوٰۃ بہترین عمل ہے پھر فرماتے ہیں کہ اے اللہ آنحضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجو اور حضور کی آل پر بھی سلام بھیجو اور مجھے ان سے اور ان کی آل سے راسخ اور ازلی محبت عنایت فرمائے اور ان کے جمال سے مجھے قال و حال میں نورانی بنا دے۔

ماہنجہ

تصنیف

عالیجناب حضرت قبلہ علامہ اہل اللہ مولٰنا سید میاں غلام قادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حق حق حق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الف آپے ہی کھول کے جان میری راز عشقد اکیوں چھپاوناایں
بھانبڑ بال کے برہوں اولڑیدا جال جال کے پھیر بجھاوناایں
مکھ کھول کے جگ حیران کیتو نالے آپے ہی بہہ سمجھاوناایں
ہائے کون کہے تینوں صاحباوے صاحب ہو غلام کہاوناایں

ماہنجہ

آپے کھول کے راز سنائے تساں ویہہ لوکاں دسارے
اگاں پچھا کجھ نہ ڈٹھا جاں وتے عشق ہولارے
اساڈے آکھے کی بند اہاڑیا ایہیں بھی عشقد مارے
کہے غلام مرید میراں دکھیہ ہائے عشق پواڑے

ب برہوں نے بہت حیران کیتی مینوں مولی آرام نہ آوندا ہے
رات گنن دیاں تاریاں بیت دی ہے دن پاوندی اومیاں جاندا ہے
ہائے دور نہیں تاں میں ٹول اماں وچہ سینہ دے کاتیاں لاوندا ہے
کدی مولیوں ہی مار گواوندا ہے کدی مولی نوں آن جلاوندا ہے

ماہنجہ

برہوں مینوں مار گوایا تے میرا کجھ نہ رہیا
نین میرے جا پانی ڈوبے تے سینہ اگ پے سڑیا
اجے بھی برہوں خیال نہ چھڈ دیندا کس چیڑے نوں پھڑیا
کہے غلام مرید میراں جا جو لکھیا سو بھریا

ف تینوں ہی میں تحقیق کیتا وہم غیر دا چا اٹھائے دتا
دن رات تیرے دل دیکھنی ہاں میں تاں ہور خیال گوائے دتا
قربان صدقڑے نہہ تھوں ہاں جن پھوک حجاب جلائے دتا
جو دیکھنا سی سو دکھائے دتا جو سناونا سی سو سنائے دتا

ماہنجہ

اکھیں کھولاں تے باہر دسے جاں میٹیاں وچہ سینے
بس تاں وچہ گھر دے ڈھٹے جاندے لوک مدینے
برہوں سنائی میں کملی کیتی تے ہن مٹھ تلبینے
کہے غلام مرید میراں دا وچہ دلدے سبھ خزینے

○

ث ثابت ہو حبیبو جان تھوں جی میں تاں قول مترا ندے پالنی ہاں
نت اٹھ کے بیلڑے چیرنی ہاں بہہ بوہڑا بوٹڑا بھالنی ہاں
بن دیکھے مکھڑے جانیاں دے میں تاں ہور نہ کجھ سمھالنی ہاں
ہائے بیت دی ریت اوڑی ہے پھیر پھیر چلی نوں جالنی ہاں

ماہنجھ

بھنی بھنی ہیں پتن ونجاں تے ڈھونڈاں یار متوالا
بھانبڑ بال کے وچہ سینے دے یوں کیتا تن من کالا
پلپل مراں تے پلپل جیواں اس برہوں دا راہ نرالا
کہے غلام مرید میراں دا اینوں اوکھا راہ سو کھانا

○

ج جذب جمال محبوب دے نے سانوں چا ٹھگ کے مست الست کیتا
ملک عقل شعور دا لٹ لیتا سبھ اپنا ہی بندوبست کیتا
کٹک برہوں دا دھا کے آپیا وہم غیر دا مار کے پست کیتا
ہائے ہائے میں کجھ نہ جان دی ساں موئی ہوئی نوں پھیر کیوں ہست کیتا

ماہنجھ

اکو جھاتی پا کے اڑیا مینوں کیتا عقل شعور توں خالی
چنگ پئی وچہ چھوٹے میرے میں کوکاں جالی جالی
لٹاں پٹاں تے لہو روواں جیوں رُنی ہیر سیالی
کہے غلام مرید میراں دا ایہو عشق دی چالی

○

ح حال حقیقت دوستاں دی توں تے آپے ہی خوب پچھانا ہیں
بن لکھیاں ہی توں تے باچنا ہیں بن آکھیاں ہی تو تے جاننا ہیں
جال بال کے حال نہ پچھنا ہیں جان بجھ کے ہائے رنجانا ہیں
آپے موہ کے جیونما تڑے نوں پھیر دو تیاں نال توں مانناہیں

ماہنجھ

رانجھن نال میں ستی آہی جاں جاگی تاں لٹی
چھجو لہک کے برہوں ستائی میں وچہ جھلاں دے کسی
راتیں دینہیں میں پھراں دیوانی تے روندیاں عمر یاں کٹی
کہے غلام جاں رانجھن ڈٹھا تے ہیر غماں توں چھٹی

خ خبر کرو میرے جانیاں نوں میں تے برہوں ستائی نے مار سٹی
میں تے نہہ نوں کجھ نہ جاندی ساں تساں اجیہی لیہ جیہڑی آن لٹی
ہن سکدیاں جگ بیت گئے ہائے روندیاں روندیاں بہت ہٹی
کوئی جائے کہو میرے جانیاں نوں راہ دیکھدیاں میری جند گھٹی

ماہنجہ

میں کی آکھاں اوہ آپے جانے جن لائی برہوں چواتی
تن من بال کے کوئلے کیتا نہ جے بجھی اک بجھاتی
ایہ ماہیا لوں وی ناہیں اڑیا ایتھے جل بل لٹے چھاتی
کہے غلام ایہہ سوئی جانے جس لگے برہوں کاتی

د دور نہیں تاہیں ڈھونڈلواں توں تے پاسے ہی مول نہ دسنائیں
کی بھیس وٹا کے آئے ناہیں چھپ لک کے جیوڑا کھسنائیں
کوہ موہ کے جیو نمانڑے نوں پھیر سینے دے وچہ ہی وسنائیں
ہائے مہر نہیں تینوں سجنا دے کدی گھونگٹ کھول نہ ہسنائیں

ماہنجہ

ہائے ہائے کی آکھاں اڑیا ایہہ گل آکھن جوگی ناہیں
وچہ سینہ دے بھانبڑ بلدے منہ نکلن ٹھنڈیاں آہیں
دلبر تیرا وچہ دل دے وسدے توں باہر لبھیں سو آہیں
کہے غلام مرید میراں ماہن رانجھن کجھ ناہیں

ذ ذکر تسا ڈے نام دے جی میں تے رات دیہیں پئی بولدی ہاں
لکھ لکھ داری جند منٹھڑی توں تیرے منٹھڑے نام تھوں گھولنی ہاں
باجھ دیکھنے مکھ تساڈڑے دے میں تاں اکھیاں مول نہ کھولنی ہاں
تینوں ویکھنی ہاں تینوں جاننی ہاں تینوں بولدی ہاں تینوں ٹولدی ہاں

ماہنجہ

یاد تساڈی میرے دل وچ دستے مینوں بھی سر تے لگائی   تبدیلی تبدیلی ہیں مر گئی تسا ر بھال اکھ پائی
راہ تساڈا میں مل کے بیٹھی نیں اکھیاں تاڑی لائی   کہے غلام ہیں مرسلاں بھیجے تار انہیں دے دکھائی

کی دسّاں میں ہو نہ یاں عمر گئی لبھے اکھیاں بازنہ آوندیاں ہیں
پیت لائیکے نال گمانیاں دے دیں راتی ہی نیر وہا وندیاں ہیں
انگیارے وانگوں لال ہوئے کے جی رندہ کے اگ بجھاوندیاں ہیں
دیوے معشوق دے تولی نہ بجھدے ہیں پھیرا پناہی کیتا پاوندیاں ہیں

ماہنجہ

دو وندیاں دے وندیاں تن من کھویا تے اجے بھی یار نہ ڈٹھا   برہوں قصائی تے جیونما نا دیہر تاں گل کٹھا
اجن اچنتے پائے پھلاوہ اس ظالم نے مٹھا   کہے غلام ہن رلسی رانجھن جاں شاہ جیلانی مٹھا

تر نور نہیں مینوں چلنے دا راہ عشق دا بہت اولڑا ہے
نالے کالی رات ڈراونی ہے وچ بیلڑے جیو اکلڑا ہے
او نکے ویلڑے دا کوئی یار ناہیں ہتھ وچ نہ ماسے دا چھلڑا ہے
جیوڈیاں ہی بن آوندی ہے جیو دیوناں کم سولڑا ہے

ماہنجہ

میں ہاں ہینی تھن دی ٹٹی تے برہوں بہت ستانا   راہ اوسے تے پیر نہ چلے لوہ ڑناجی نمسایا
تاہیں اگے تے ناہیں پچھے ناگجھ نور نہ تانا   کہے غلام بن نام میرانڈے ساڈا نہیں [illegible]

دل سینہ دے وچ پیا وسدا ہے توں تے آکھ جیا کیوں روناہیں
مت لگ کے آپے ہی دوتیاں دے نت رواہو گکھ دھوناہیں

اکھیں کھول کے مول نہ دیکھدائیں کس نال دہیں راتیں سوناہیں
توں تے ہور پیا تیرا ہور ناہیں الویں اپنے آپ نوں کھوناہیں

ماہنجہ

آپے ہیر تے آپے رانجھن آپے جیونوں تلے — آپے مہیں تے آپے ماہی آپے جھل ادتے
آپے جھنگ تے تخت ہزار آپے بیلے ملے — کہے غلام ایہہ سوئی جانے جن پکڑے میراں پلے

ش شوق تساڈڑے لٹی ہاں میں رات دہیں تساں نوں ہی سیونی ہاں
رات میٹ کے نت میں اکھیاں کتنوں بھر بھر پیم پیالڑے پیونی ہاں
چولا پھاڑ کے ننگ ناموس والا کدی بیٹھ کے مول نہ سیونی ہاں
تیرے باجھ نکجہ سمہالنی ہاں تیرے دیکھنے باجھ نہ جیونی ہاں

ماہنجہ

سرمہ عشق دا پا ٹیکے اکھیں کیتیاں تیز نگاہیں — بن دلبر دے کجھ نہ ڈھاکی مہیں کی ماہیں
آپے عشق پواڑے پائے وچہ ہیر تے رانجھن ناہیں — کہے غلام مرید میراں تو بوڑ اسمجھ کداہیں

ص صبر نہیں انہاں اکھیاں نوں سنیاں جاگدیاں پیاں جلدیاں ہیں
باجھ دیکھنے مکھڑے جانیاندے کسی دیلڑے مول نہ ٹھاریاں ہیں
راہ مل کے یار دے آونے دا تاڑی لا ٹیکے مول نہ ہلدیاں ہیں
آپے لا ٹیکے پیت اوڑھی نوں میرے جیو ماننے نوں سلدیاں ہیں

ماہنجہ

صبر تے عشق کی لگے اڑیا جس گھر عشق دا پھیرا — تڑپھن تیں جلن تے رودن کیتا اوتھے ڈ
عاشق دا کم جلن ہمیشہ نا کجھ جھگڑا جھیڑا — کہے غلام ایہہ سوئی جانے جنہوں پایا عش

ض ضابطۂ عشق دا بانناہے کُئی تیرے جیہے جمال بال سے
توں تے کیہڑے باغ دی مولی ہیں تیتھوں وٹے ڈیلے گال سے
گھول گھول سٹی بربہوں تیرے اوتوں تدھ مار تمام خیال سے
پھوک پھاک کے جند نمانڑی نوں سروں چک وگاہ جنجال سے

ماہنجہ

عشق کماون تے جیو جیرا ون کدی وی راس نہ آوے
پھلوں جمال کے جیو تیرے نوں برہوں انگ لگاوے
توں ہیں کیہڑے باغ دی مولی عشق وڈیاں نوں بلا پاوے
کہے غلام جن جیو گنوایا سوئی عشق کماوے

ط طور نہیں میرے جیوڑنے دا نت گھا۔ نویں نسیں لاوندے ہو
حال دیکھ کے مول نہ پچھدے ہو بھر مٹھیاں لون سہاوندے ہو
نال دوتیاں دے بہہ بہندے ہو اساں ویکھدیاں شرماوندے ہو
دہیں نکدی ہاں راتیں سکنی ہاں ہائے ہائے کدی نہیں آوندے ہو

ماہنجہ

عاشق دا کی جیون اڑیا جس تن ہے جیو ناہیں
دیکھے ناہنہ تے اگیں جلدا مرداو یکھدیاں ہیں
پل پل مرے تنے پل پل جیوے کٹھیا تیز نکاہیں
کہے غلام نت جلدے عاشق جیوں ڈھل لگا ہیں

○

ظ ظاہر ہو کے چھپنا ہیں تیریاں ٹکاں دا کجھ بیان ناہیں
کدی چھپ کے مکھ دکھاونا ہیں تیری شان دا کجھ نشان ناہیں
بن دیکھنے ہیں جل بجھنی ہاں ویلے دیکھنے دے رہے جان ناہیں
ٹھنڈے سکھ نہیں تتی چین نہیں راہ عشق دہائے آسان ناہیں

ماہنجہ

ڈھونڈدیاں ہیں عمر گوائی توں ہی اگے حاضر
چھپ کے آپے مکھ وکھاوے تے چھپیں ہوئے ظاہر
عرت ہی تے معلم ہویا توں ہی اندر باہر
کہے غلام تینوں آپ دکھایا سید عبدالقادر

ع عین کہو موے غیر نہیں دہم عین نوں غیر کہاوندا ہے
اس دیری نوں مار کے دور کرو فت کوڑی کہانی سناوندا ہے
اکھیں کھول کے اساں تحقیق کیتا اک ہو کے دو وکھاوندا ہے
اک حرف پریم دا سکھ لیو نہہ یار دا یار ملاوندا ہے

ماہنجہ

آپے ہیر تے آپے رانجھا آپے سسی پنوں
آپے یوسف آپے زلیخا آپے لیلےٰ مجنوں
آپے ہیں وڈا کے آوے تے ناوے مینوں تینوں
کہے غلام تسیں اکو دیکھوناں دو ڈیرے دنکوں

غ غور کرو وچہ اپنے ہی یار وچہ تساڈڑے وسدا ہے
تسیں جنگلیں جا کے ڈھونڈدے ہو وچہ سینے دے بیٹھا اوہ ہسدا ہے
وار وار سٹی پیا اپنے تھوں راہ اپنا آپ ہی وسدا ہے
ہیں تاں دیکھ لیا نہیں دیکھ لیو روم روم دے وچہ اوہ وسدا ہے

ماہنجہ

وچہ جھلاں دے رانجھن ڈھونڈیں تے ماریں ٹھنڈیاں ہائیں
اوجھڑ اوجھڑ پھریں دیوانہ سمجھ نادان کداہیں
اندر وڑ کے دیہہ ٹٹولا تے رانجھن ویکھ اتھائیں
کہے غلام مرید میراں دا اوہ ہے تو ناہیں

ف۔ فرد گیتی نہہ یار دے نے باجھ یار دسے کجھ نہ جانی ہاں
کھڑی کو کردی ہاں پئی لوہنی ہاں دہیں دیکھنی ہاں راتیں مانی ہاں

میں یار ہتھوں مول نہ ہلن ہاں لکھاں بھیس ولوچہ چھپانی ہاں
ٹالے دیکھنی ہاں ملنے بجھنی ہاں بجھ بجھ کے ہیور نجانی ہاں

ماہنجہ

عشق نساڈے مینوں مجرم کیتا تے بہانہ کجھ بھی پڑا — مکھ نہ کھلے رانجھن دا مینوں کیتا چلے بردا
بن رانجھن میں کجھ نہ ڈٹھے نہ کجھ سیتھوں سرا — کہے غلام بن عاشق ہویاں واقف نا ہیں گھر دا

ایہہ قاعدہ عشق دا جانناں ہے میرے یار دی کجھ تقصیر نہیں
کجے عشق دے خوب پچھانے نوں بن جالنے کوئی تدبیر نہیں
برہوں بحال کیہے ہو ٹدوندا سبے ایتھے وندی دی گھنڈ تے کجھ [illegible]
جس لگدی ہے سوئی جاندا ہے بن گھار لگے جانے پیر نہیں

ماہنجہ

خام نوں برہوں آپ پکاوے اگر دلو چہ سینے — پہلے جھنکے پھوک جلاوے سارے کبر تے کینے
اکھیں کھول کے ہیو دکھلوے جے سو بیرون دینے — کہے غلام بن بہنر ڈھونڈی کیہا پاک نبی سے نے

لئے کون ہیں توں کی ڈھونڈدا ہیں کدی اپنا آپ پچھان میاں
کلمہ سکھ کے پاک رسول والا جیو جان نوں وار کے جان میاں
راز عشق دا کھل عیاں ہویا توں تے اکھیاں کھول سیان میاں
آہے اپنے آپ نوں ڈھونڈدا ہے توں تے کوئی نہیں دو میاں میل

ماہنجہ

دن رات نے راتیں جاگیں روزہ جلی پاویں — فکر دھیان تے ذکر تصور ہر دم پیا کماویں
کدی نہ جانا کون میں اشیا نے کس نوں ڈھونڈیاویں — کہے غلام بن مرشد سمجھے توں ایویں عمر گواویں

ل رنگ کے بہا پریم دی نے بھانبڑ بال کے جیو جلا دتا

جاں بال کے جیو نمانڑے نوں پھر داؤ دے وچہ اوڑا دتا

ساری عمر دسے جھگڑیاں جھیڑیاں نوں اک گھڑی دے وچہ مکا دتا

لکھ شکر کراں نہہ اپنے تھوں جیو مار کے پیو سلا دتا

ماہنجہ

جس دل برہوں پھیرا پایا دے پہلوں پھوک جلاوے
وہم خیال نوں مول نہ چھڈے تے نام نشان گواوے

اکھیں کھول کے پیو دکھاوے تے لاز تمام ہٹاوے
کہے غلام حسن عشق دے اڑیا ساڈے جھگڑے کون مکاوے

ہم مست جمال محبوب دے نوں پاہنجہ پیو دے کچھ نہ سجھدا ہے

سنیاں جاگدیاں مویاں جیوندیاں نوں بن یار دے کچھ نہ بجھدا ہے

ڈھنگ برہوں دا بہت اوکڑا ہے نہ لے ویکھدا ہے نہ لے بجھدا ہے

وشدے اگ دے سب جل بجھدے ہیں دھد اعشق دا مول نہ بجھدا ہے

ماہنجہ

زمین زماں تھوں اگے عاشق مست جمال وچہ آہے
بن محبوب دے کچھ نہ ڈٹھیں ایہہ کہیے بھا ہے بھائے

دنیا عقبے تھوں باہر دسن ناں ٹوٹے نہ لا ہے
کہے غلام مرید میراں دا رب دیوے جس چاہے

کن نہہ نے مار گڈا اسی پئی کونج ماں نگوں کرلاونی ہاں

کدی چھپ کے مکھ وکھاوندا ہے کدی ویکھدیاں مر جاونی ہاں

اس یار دی بے پروا ہیاں دا دوجا دوتیاں دا غم کھاونی ہاں

میر ستے جیونے دا کجھ ڈھنگ ناہیں ہس ہس کے جیو گھماونی ہاں

عشق تھوں سجھوسدندے آہے کیا وڈے کیہوٹے جیونوں مارکے پرزے کر داتے تن دے ٹوٹے ٹوٹے
دین دُنی تھوں باہر تھے برہوں پہلی چوسٹے کہے غلام مرید میراں وا ایتھے جانسیا دن کھوٹے

۹۔ وصل فراق تھوں چھٹی ہاں میں میںنوں ہیو نے آپ سمال لیا
باہوں پکڑکے آپ ہی حک لیا پاس اپنے حسیا بہال لیا
اکو جھاتر ظسی پائیکے جانیاں نے ترت پھرت ہی جان تے مال لیا
نا ہے ہوش بیا نا ہے جوش لیا نا ہے ذوق بیا نا ہے حال لیا

ماہنجہ

وصل فراق دا تھائں نہ اڑیا جتھے عاشق وسدے نہ اوہ مرن تے نا اوہ جیون نہ روندے نہ ہسدے
نام نشان تھوں فارغ ہوئے تے حال مقام نہ رکھدے کہے غلام بن عاشق سو یاں عاشق مول نہ دسدے

۸ ہجر فراق دا تھائں نہیں تنیں وہم نے چا خراب کیتے
اکھیں کھول کے مول نہ ڈیکھدے ہو ایویں رو رو کے دل بیتاب کیتے
ادہو دسلا ہے جدھر ویکھدے ہو تساں عقل دے ہور حساب کیتے
آپے آپ بیان اسرار دے جی سارے کھول کے وچہ کتاب کیتے

ماہنجہ

وحدت دے رچھیپے ڈوبے اوہ ہجر فراقوں چھٹے جیوں قطرہ وچہ دریا دے اڑیا نا لبھے ناٹے
نہیں تاں سبھے ذاتی آہے پر وہم خیال نے مٹھے کہے غلام مرید میراں فنا منہ چھٹے کوڑ نکھٹے

لا نا ٹیکے لا سینہ صاف کرو الا اللہ دا فیض کمال ڈیکھو
وچہ ذات حبیب رسول دے جی الا اللہ دا حسن جمال ڈیکھو

انا احمد لایا لمیم سنو ذات حق دی نور فی الحال دیکھو
باجھ ذات محمدؐ دے ہور نہیں ماضی حال اتے استقبال دیکھو

ماہنجہ

لا الٰہ واجھاڑو دے کے سینہ صاف بناؤ
الا اللہ وا ذکر تصور دل وچہ خوب ٹکاؤ
پاک رسول محمدؐ منو تے پل پل سیس نواؤ
کہے غلام بن کلمہ سکھیاں تسیں ڈھوئی کدی نہ پاؤ

الف آکھے شاہ بغداد نے جی میرے وگڑے راہ آسان کیتے
سارے وہم خیال اٹھا دتے پاس بیٹھ کے بھید بیان کیتے
اکھیں کھول لکھ بیوں دکھلائے وتا سب راز نہاں عیاں کیتے
گھول گھول سٹی فاضل شاہ اوتوں جہدے واسطے ایڈا احسان کیتے

ماہنجہ

اللہ والی تے محمدؐ والی میرا غوث الاعظم والی
ٹھار بہ گئی دلگیری مینوں ہوئی بہت خوشحالی
کھیڈ دیاں کھیڈیاں سجن میرے دتی آن وکھالی
کہے غلام مرید میراں دا ایں ستی پائی نہالی

ہی یار ملیا مینوں دہائیکے جی وچوں اٹھ حجاب تمام گیا
سب فکر بیراں تمام ہوئے ذوق شوق تے حال مقام گیا
اکھیں ٹھنڈیاں تے سینہ سرد ہویا مڈھو ہجر فراق دا نام گیا
ہن ہور نہ کجھ سادندا ہے صاحب دیکھدیاں ہی غلام گیا

ماہنجہ

سجن مینوں سد کے آپے آپ کول بہایا
گل دے وچہ لیکے مینوں پھر گھٹ سینے لایا
مکھ شہانہ سورج جیہا گھونگھٹ کھول دکھایا
گیا غلام منہ دیکھدیاں جیوں سورج ڈھیاں سایا

تصنیف عالی جناب حضرت قبلہ علامہ اہل اللہ
مولانا سید میاں غلام قادر شاہ رحمتہ اللہ علیہ،

ہ

غوث الاعظم پیو پیارا غوث الاعظم پیو پیارا
دین دُنی کا تارن ہارا غوث الاعظم پیو پیارا

جا بغداد موں کروں پکارا پیا بن مجھ کو جیون بھارا
آکر دیو مرے حال کا چارہ غوث الاعظم پیو پیارا

روتے روتے میں تن من کھویا ہجر نے سر پر آن کھڑیا
بھر بھر آنسو میں لہو رویا غوث الاعظم پیو پیارا

پنسٹ کمینی میں رو گنہاری سر پہ بوجھ گناہ دے بھاری
کس بدہ پاؤں شاہ میں ہاری غوث الاعظم پیو پیارا

پگلی ہو کر میں بن پاپی جنگل جنگل پھروں بورانی
کب میں دیکھوں گی اپنا جانی غوث الاعظم پیو پیارا

پیو پیارا میرا نادر مرشد خدا کا ہویا ظاہر
واہ واہ سید عبد القادر غوث الاعظم پیو پیارا

پیو تم سوں کون کہو جاری تم بن مجھ کو رہا نجاری
مرتی ہوں اک پل میں ہاری غوث الاعظم پیو پیارا

سبھ پیروں کا ہے وہ سرمد فیض الٰہی کا سب کا رہبر
قدم جنہوں کا سبھوں کے سر پر غوث الاعظم پیو پیارا

جاری جا بغداد میں بیٹھو چرن پیا کے جا کر کہیو
حال میرا سبھ گن گن کہیو غوث الاعظم پیو پیارا

فاضل شاہ جیو عنایت کریو اپنی خاص ہدایت کریو
ہو مے جا شفاعت کریو غوث الاعظم پیو پیارا

کہے غلام میں چیرا تیرا تجھ بن ناہیں کوئی میرا
تیرا ہمل میں تیرا تیرا غوث الاعظم پیو پیارا

ہستم زدل گدائے تو یا غوث محی الدین
جان و دلم فدائے تو یا غوث محی الدین

اسم تو اسم اعظم و حکم تو حکم حق
بیرون ز حد عطائے تو غوث محی الدین

اے بے نشان نشانہ کمال تو کس نیافت
واللہ ترا خدائے تو یا غوث محی الدین

اے مظہر کمال و مفخر علی
آئینہ صفائے تو یا غوث محی الدین

بحر محیط فیض کمالات اولیاء
یک قطرہ از عطائے یا غوث محی الدین

یعنی نہایت ہمہ اصحاب اجتبا
کمتر ز ابتدائے تو یا غوث محی الدین

من بیدلی سوالی جما لاً بالمثال

حقا بحق رسید عیاں دید ہر کہ دید
جانہا ہمہ فدائے تو یاغوث محی الدین

شد ہوشیار مست اہل ہر کہ نوش کرد
ہر دو جہاں تماشے تو یاغوث محی الدین

من گفتم کہ دم زنم اندر ہوائے تو
جام جہاں نماشے تو یاغوث محی الدین

با این و آں ہر دو جہاں نیست کار من
گوید فقیر از خدائے تو یاغوث محی الدین

ہیچم اگرچہ ہیچ نیاید ز دست من
ہستم ہمہ برائے تو یاغوث محی الدین

تاج کشائم ارچہ ندارم بسر کلاہ
ہستم ہمہ بلائے تو یاغوث محی الدین

بود ز آفتاب قیامت خطر مرا
نازم بخاک پائے تو یاغوث محی الدین

بر قدسیان پاکی مخود ناز من کجاست
دارم بسر لوائے تو یاغوث محی الدین

ہستم سگِ سر لئے تو یاغوث محی الدین

جاناں بجاں غلام سگانِ در توام
شاہد برائیں خدائے تو یاغوث محی الدین

۵

کلیدِ گنجِ ہدایت محمدِ عربی
ہلالِ عیدِ عنایت محمدِ عربی

امامِ اہلِ صفا پیشوائے اہلِ یقین
ہمائے اوجِ سعادت محمدِ عربی

بود پناہ سر سرداراں بہ باغِ وجود
رکلِ کلاہ عنایت محمدِ عربی

رفیقِ احمدِ مرسل بود رفیقِ خدا
زہے نشانِ سعادت محمدِ عربی

مدارِ فیضِ الٰہی وسیلۂ کونین
شہِ جہانِ رسالت محمدِ عربی

غمے ز زلزلۂ حشر کے رسد بغلام
شفیعِ روزِ قیامت محمدِ عربی

جوششِ عشق است اینجا قصه و افسانه نیست
دادنِ جاں است اینجا بازیٔ طفلانه نیست
عاشقاں را لن ترانی وعدهٔ دیدار اوست
محرم ہیں راز نہاں جز دل دیوانه نیست
وادیٔ ایمن اگر بینی مشو ایمن ز رنج
جلوهٔ یار است اینجا کعبه و بت خانه نیست
از خیالِ خویشتن خود در بلا افتادهٔ
در بہ بینی خویش را جز تو کسے در خانه نیست
دیده بینا اگر یابی شوی واقف ز راز
خویشتن بیگانه ور نه کسے بیگانه نیست
عاشقاں را سوختن تنہا باعث آرام جہاں
شعلهٔ طور است اینجا آتش پروانه نیست
در شکستن ہائے رنگم صد تجلی مضمر است
رنگ را بیرنگ دیدن کار ہر فرزانه نیست
نیست حیرانی عجب گردد اگر خواجه غلام
معنیٔ عشق است اینجا حرف مکتب خانه نیست
عاشقاں را بر بد و نیکِ جہاں انکار نیست
در حریم حضرت ایشاں ہیچ حق را بار نیست

نیست زہد و پارسائی را دریں جا اعتبار
دردوکان عاشقی جز نیستی درکار نیست

وحدتِ صرفیم کثرت ہم زماں شد آشکار
گنجِ پنہانیم اما رخصتِ اظہار نیست

ھو معکم اینما کنتم بیان وحدت است
احولی بگذار ایں جا یار و ہم اغیار نیست

خود گلستانیم و خود گل خود چمن خود بلبلیم
خود تماشائیم مارا با تماشہ کار نیست

من رانی قد رائی الحق بخوان و کن یقین
بارہا گفتیم با تو حاجتِ تکرار نیست

رازہائے گنجِ پنہانِ حقیقت را غلام
فاش مے گفتیم اما محرم اسرار نیست

۵

منم کہ در ہمہ نقش آں نگار مے بینم
بہر چمن رخِ آں گلعذار مے بینم

تو آں گلے کہ ببوئے تو غنچہ ہائے خموش
چو بلبلانِ چمن بے قرار مے بینم

چو نیست ہیچ نشانے ز غیر تو پیدا
ہمیشہ روئے ترا آشکار مے بینم

تو ئی تو ئی متجلّی بصورتِ گل و خار
ترا برنگِ خزان و بہار مے بینم

تو در کنارِ منی و عجب کہ من خود را
بنالہ ہائے حزیں زار زار مے بینم

یکیست وحدت و کثرت بعالمِ معنی
ہزار در یک و در یک ہزار مے بینم

تو در بخلعت شاهی تو در بدلق گدا | بهر لباس ترا آشکار میبینم

دمیکه باز وحدت شدم چه هست غلام
عیان و عین و نهان رو شه یا شه بینم

ه

ای بے همه در همه روانی | در عین نشان بے نشانی
ای آنکه نهان ز هر نهانی | بیرون ز نهان و در جهانی
صد جلوه بهر ظهور داری | حیران توام چه دلستانی
در پیکر دلبران زیبا | غارتگر جان عاشقانی
در صورت عاشقان شیدا | سوزان و تپان و در فغانی
گاهی بکنی دمی براری | گاهی ز تو تو خود ندانی
هیهات ز وصف تو چه گویم | شه جان و دلم چه جلوه جانی
جائے بکرشمه دلربائی | جائی به نشانه جان فشانی
هر لحظه بصد لباس رنگین | هستی آئی و در روی نهانی
زان چیز که گویمت مبرا | چون نیک نگاه کنم تو آنی
اے آنکه تو طالب لقائی | از خویش برآ اگر توانی

با چشم غلام خواجه را بین
بینی به یقین که تو همائی

ه

تا چند در فراقش اے دل طپیدہ باشی / صبحے نداد دایں شب تو ہم شنیدہ باشی

در محنتِ غم او صد چاک زن بسینہ / تا چند در خیالش جیب دریدہ باشی

دل شد کباب جاناں از آتشِ فراقش / گاہے تو ہم ز ناہم بوئے شنیدہ باشی

ایام موسم گل دامن ز گلستاں چید / اے باغبان تو شاید یک گل نچیدہ باشی

دل رفت در پے او جاں ہم وداع خواہد / اے آفتِ دل و جاں تا کے رمیدہ باشی

ہر چند سوخت دردم اما نزد دلم دم / دودِ ز مجمرِ ما بیروں ندیدہ باشی

بس کن غلام تا کے سازی بسوز سحرش / از قصۂ را بپایاں گاہے شنیدہ باشی

۵

خوانم از دل ثنائے محی الدین / باد جانم فدائے محی الدین

انتہائے کمال اہل اللہ / کمتر از ابتدائے محی الدین

ہر شہے کہ بر تخت قرب نشست / گرد نیش زیر پائے محی الدین

مے رسد در دمے بعرش بریں / آنکہ شد در ہوائے محی الدین

گشت تاجِ سرِ شہنشاہاں / ہر کہ شد خاکپائے محی الدین

گل شود غنچہ ہائے تنگئ دل / بر نسیم عطائے محی الدین

سجدہ گاہے ملک شود بیشک / یک نشانی ز پائے محی الدین

بر شہانِ جہاں شرف دارد / خاک روبِ گدائے محی الدین

شدت ہست گر رضائے خدا / باش صرفِ رضائے محی الدین

برد وش خدائے او سفتہ / من چہ گویم ثنائے محی الدین

محی الدین محی الدین کنم ہر دم — من نہ دانم سوائے محی الدّین
خستہ ام دردمند جاں بر لب — یا الٰہی دوائے محی الدّین
بہ نبیؐ و علیؓ و حسنؓ و حسینؓ — بدلم دہ صفائے محی الدّین
بہ طفیلِ ابو الفرح فاضلؒ — بعزیم کن لقائے محی الدین

خاکپائے سگاں اوست غلام
باد جانش فدائے محی الدّین

٥

پیا جن مکھ تیرا دیکھا اسے پھر کیا دکھاتا ہے
چکھا جن رس تیرے لب کا اسے پھر کیا چکھاتا ہے
ہوا ہے دل میرا کوئلا برہوں کی آگ کے بھیتر
ایسے جرتے انگارے کو کہو پھر کیا جراتا ہے
عاقل ہوں نہ دیوانہ نہ محرم ہوں نہ بیگانہ
ایسے بیہوش بے خود کو کہو پھر کیا تباتا ہے
گرا کر شیشۂ دل کو لگے جور و جفا کرنے
خداسیں ٹک ڈرو ظالم گرے کو کیا گراتا ہے
جدائی سے جمرے عالم جرو دل میں رہے ہر دم
ایسے دیوانہ مجنوں کو کہو پھر کیا ستاتا ہے
پھڑکتا ہوں قفس بھیتر میں رہوں جگ مجھے ستاتا
کبھو دیکھو تبسم کر ہنسے کو کیا ہساتا ہے

پیا کا درس جن پایا ہوا ناداں نہ جانے کچھ
لیا جن سبق وحدت کا اسے پھر کیا پڑھانا ہے
فنا کے بحر قلزم موں پڑا یہ دل گیا گزرا
نہ جاگے روز محشر کے اسے پھر کیا جگانا ہے
پیا جن جام وحدت کا نہ رکھے خوف سولی کا
انا الحق جب ہوا الحق اسے پھر کیا دکھانا ہے
ہر جا سجن تیرا دیکھوں سب موں رخن تیرا
ترا ہوں میں سجن تیرا مجھے پھر کیا لبھانا ہے
غلام شاہ فاضل کا کہے دل سوں سنو یارو
دیکھو میں شاہ محی الدین مجھے پھر کیا دکھانا ہے

یا حضرت میراں تیری ڈھیر | آسکے بنی مجھ اوکھی بھیڑ
در تیرے پر شاہ و فقیر | مدد ہووین حضرت پیر
ہوش میری سب گئی گواتی | ہاں درماندہ دینہ تے راتی
کارن حضرت پادیں جھاتی | مدد ہووین حضرت پیر
جان میری ہے کل مل آئی | نال گناہاں عمر گنوائی
تدھ بن میری جائے نہ کائی | مدد ہووین حضرت پیر
جو کجھ گزری مجھ پر بھاری | تدھ پر سایاں معلم ساری
دم دم میری تیں ول زاری | مدد ہووین حضرت پیر

ادکھے ویلے تیں لوں آیا — دکھاں درد لیں مار گنوایا
تیرا رب دے قرب سوایا — مدد ہووِیں حضرت پیر
شاہ شہاں دا توں سردار — ڈُب دیاں کریسی پار او ڈنگر
تیرے در پر کراں پکار — مدد ہووِیں حضرت پیر
میں دل آیا تھکا ماندہ — سینے لاویں سڑدا جاندا
قدم تیرا اولیاواں کا ہندا — مدد ہووِیں حضرت پیر
رو فریاد کراں در تیرے — ناں چیت رکھیں اوگن میرے
مُڈھوں آدمی تیرے چیرے — مدد ہووِیں حضرت پیر
دئیں میریاں سب مراداں — دین دُنی وچ رکھیں شاداں
کرم مہر سوں منگاں داداں — مدد ہووِیں حضرت پیر
دنیا وچ محتاج نہ رکھیں — دیکھیں شفقت والی اکھیں
توں داتا کر ڈریں لکھیں! — مدد ہووِیں حضرت پیر
دنیا دے وچ یار نہ کوئی — ایویں عمر اکارت کھوئی
تدھ بن کتے نہ ملدی ڈھوئی — مدد ہووِیں حضرت پیر
نہ کجھ ہویا میتھے بھلا — لکھ گناہاں دے کر جھلا
تیری بخشش دا در کھلا — مدد ہووِیں حضرت پیر
گن بھیائی نہ کجھ میتھے — منہ شرمندہ آیا ایتھے
توہیں والی اتھے ایتھے — مدد ہووِیں حضرت پیر
سوز و غم دا غموں گھیرا — غوطے کھاندا بیڑا میرا

لہراں دیلوچ آیا ڈیرا ! مدد ہوویں حضرت پیر

درداں والی بجھ ہُن تیری جھڑیاں دیوچ جسدے جند میری

یا حضرت میراں اوڈیکھ تیری مدد ہوویں حضرت پیر

توں روشن محبوب سبحانی جس تھیوں ہر ہوسی فلم ربانی

بخش جمعیت دوہیں جہانیں مدد ہوویں حضرت پیر

توں داتا ہیں مشکل آیا ! تیتھوں تھیں مریداں پایا

مینوں تیریوں کیوں چرلایا مدد ہوویں حضرت پیر

منگتوں والا تیرے گھر دا ڈردا ادیوں ہر حق نہ کردا

کتے ہاں اس عالی در دا مدد ہوویں حضرت پیر

توں داتا ہیں ہوں بھکاری منگاں تیتھوں کر کر زاری

آبنی مجھ اوکھی بھاری مدد ہوویں حضرت پیر

ڈیکھی محبت مرشد والی تو قبلہ کعبہ روشن عالی

در تیرے پر مورت سوالی مدد ہوویں حضرت پیر

در تیرے خلقت ساری تیتھیں پدھی کردی زاری

میں قربان ہو مالاکھ ولی مدد ہوویں حضرت پیر

کس لیکھے کس گنتی آون کی گن کر پڑیائی پاون

نظر کریں تاں شاہ کہاون مدد ہوویں حضرت پیر

کاہلن اللہ نبیؐ رسول حسنؓ حسینؓ امام بتول

میری کریں دعا قبول مدد ہوویں حضرت پیر

فاضل شاہ جس راہ بتایا   سر میرے پر اس واسایا
اونہاں افضل شاہ تیں پایا   مدد ہوویں حضرت پیر
غلام قادر شاہ کیوں دکھ پاوے   پل پل تیرا نام تہاوے
قدمیں لگیاں سبھ کجھ پاوے   مدد ہوویں حضرت پیر

ہ

تصنیف

جمال اولیاء سرمایۂ اصفیا عالم مدقق و محقق حضرت قبلہ سید غلام غوث شاہ رحمۃ اللہ علیہ

زہے نور حقیقت آفتاب برج حقانی
شہے شاہان عالم غوث محی الدین جیلانی

دُر یکتائے دریائے ولایت قادر مطلق
مہ برج سیادت خاک پائش تاج سلطانی

شگفتہ غنچۂ دین از نسیم صبح فیض تو
بنام ایزد زہے فیاضیت اے قطب ربانی

گل گلزار باغ اصطفا در عالم معنی
شہنشاہ زمین و آسمان محبوب سبحانی

بہ یکدم مے کند احیائے صد جانہائے افسردہ
بدرگاہت ہزاراں ہمچو روح اللہ بہ دربانی

پدید آمد چو موسیٰ ذرہ از ذرات خورشیدت
شب تار جہاں از شمع فیضت گشت نورانی

نثار نو بہار روح پاکش در چمن گلہا
صبا از فیض تو دارد بہ گل فیضان روحانی

ز خاک پاک کویش ہر کہ افسر ساخت سلطاں شد
بجو ہرگز نیرزد پیش او تاج سلیمانی

بہ تحریر قلم ہرگز نیا حرف تعریفش
چنیں عالی گہر را خود خدا [illegible] ثنا خوانی

سر بر عرش را نبود مجال ہمسری ہرگز
بآں گردے کہ خیزد صبحدم از کوئے جیلانی

ز سفتہ قدسی ہیچ کس در درج ایں معنی
چہ تو ماہی جہانے را کہ بس محبوب سبحانی

ز تو شد دین احمد زنده ای شیر خدا برحق
کمالت در رقم آید بیابی مدح دشمن خوانی

تو دوم من بیادا لب فراق و سخت حیرانم
خدارا همت عالی قطب عالم شاه جیلانی

مریکویت گر کنم زانکه زار و خوار و بیمارم
نظر از لطف فرما بر غلام ای غوث صمدانی

ہ

ای جمال تو مطلع هر نور
همه جا هست حسن تو منظور

دیدۂ تست ناظر حسنت
عالمی در فغان و ناله و سور

آفتاب ظهور تو تابان
فتنه ها در شهود تو چون طور

وصف حسن تو کی توان گفتن
بصفاتی خودش تو خود مشهور

من کجا وصف تو کجا هیهات
در نیابی به عقل و نه هم شعور

بی هوش و حواس و مدهوشم
همسی وجه این دو اله و مغفور

ره شناسد ترا بهر رنگی
که توئی حاکم ذوتوئی منصور

قل بلا ریبة ولا تحرز
کلمة الحق لیس فیها زور

وهم و پندار هست رهزن تو
من و ما را تو از میان کن دور

چشم بکشا که جلوه حسنش
لیس بالتقلید بوی کجا علوم

لیس فی الکون غیره موجود
صادرا بالنو وجهه مستور

نیک بنگر که کیستی و چه
در چه افتاده تو از وی دور

بشنو این نکته از زبان غلام
بکمال یقین و صدق و حضور

خویشتن را ز میان برانداز
تا شوی با وصال او مسرور

تصنیف

حضرت عالم الظواہر والبواطن مرشد کامل

جناب سید محمد رحمۃ اللہ علیہ (فرزند اکبر حضرت سید غلام غوث)

بداغ عشق تو دردمندم — بدام شوق تو پائے بندم
بگیر دستم بدہ مرادم — قبول فرما تو یا محمد (۲)

بہ ناتوانی ز پا فتادم — شفیع جز تو دگر ندارم
ز رحمت تو امید دارم — قبول فرما تو یا محمد (۲)

بر آستانِ تو سر نہادم — بہر سر مو گناہ گارم
من از اسیرانِ پر گناہم — قبول فرما تو یا محمد (۲)

زبان نہ دارم کہ عذر خواہم — بحضرتِ تو پناہ دارم
بہ یاد نام تو درد دارم — قبول فرما تو یا محمد (۲)

نبی برحق رسول خاص — ز امتانت کمینہ عاصی
کند تضرع سپہ غلامی — قبول فرما تو یا محمد (۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصنیف جناب حضرت ولایت دستگاہ

فضیلت پناہ حافظ سید ظہور الحسین رحمۃ اللہ علیہ

یا رسول اللہ شفا دہ میں بہت بیمار ہوں
کاہش غم سے نہایت تنگ اور لاچار ہوں

روز و شب جز گریہ زاری کچھ مجھے سوجھے نہیں
زندگی اپنی سے بھی اس وقت میں بیزار ہوں

دستگیری کر میری اے دستگیر بیکساں
شاد و خرم کر مجھے میں دیدۂ خونبار ہوں

رحمۃ للعالمین آیا ہے تیری شان میں
رحم میرے حال پر کر بس نحیف و زار ہوں

یا شفیع المذنبین میرے گناہوں کو نہ دیکھ
سر بسر تیرا ہوں گو میں نیک یا بدکار ہوں

دولتِ نیکی سے حبیب حال میں پائی نہیں
عاصیوں کے ملک کا بیشک بڑا سردار ہوں

زخم غم سے خون دل کھاتا ہوں ہر دم غنچہ وار
تیری مرہم کی ہے حاجت میں جگر افگار ہوں

دو جہاں میں دیکھا تیرا ہے میرا مدعا
اے حبیب ہر دو عالم طالب دیدار ہوں

جب کہ ہے میرا وسیلہ دو جہاں میں فخر انبیاء پاک
دل میں اپنے خوف محشر سے تسلی دار ہوں

اے ظہور اب کچھ نہ کہہ اور پڑھ یہی ہر دم
سید اتیرا ہوں گو میں نیک یا بدکار ہوں

ای کان حسن جان وفا شان فخر ما | عینای تنظران انظرا الیهما
از سختی فراق تو نالند جن و انس | فی الارض والملائک یبکون فی السما
پیراهنت طرنسل ویسین قبای تو | قد غط فرق جاهک تیجان انما
دریافتم بغور کمال تو یا رسول | بصورت نور ذاتک وجهت ابینما
حیران شود دو عالم یک جلوه گر دهی | حتی الجنان ترفع اصوات نعم ما
جان جهان ز لطف بعشاق خود نگر | لولاک یبکون علی بابک الدما
ذات تو ذات ایزد و فعل تو فعل حق | ما کنت اذ رمیت ولا کنت [illegible] رما
روی تو هر که دید جمال خدا بدید | من دال عن جنابک فی عینه عما
مستظهرا بدون جنابت کجا دو چشم | فانظر الی جمالک یا حافظ الحما
شد از ظهور نور ایجاد دو جهان | لولا وجود احمد خلقت ملک الما
حال نور طور ز ظهور الحسن بر بین | واذکره فی جنابک قربت کلما

ہ

آرایش شیون ز نشان محمد است | زیبائش بطون بطان محمد است
وحدیتی که نام و نشانش عیان نشد | مظهر ور از حقیقت جان محمد است
وحدت که هست برزخ کبری قاب قوس | هر گوشه اش ز تیر کمان محمد است
ام الکتاب مجمل تفصیل احمد است | نون و قلم ز قلب و لسان محمد است
واحدیت از مظاهر آثار نور اوست | فیض اقدس از صفات زبان محمد است
فیض مقدس اسم ظهور جمال اوست | اعیان نقش لوح بیان محمد است
با جمله وصف و اسم اسماء ذات بحث | حکم دهر ز نام و نشان محمد است

امواج کہ جوہرند مبرّا ز عیب و شکل — بیخے درختہائے جنانِ محمدیست

آں روح روح کہ مبدا ارواح نفس اوست — نقد وجودش از درِ کانِ محمدیست

آں برزخ خیال کہ نامش مثال شد — جامِ جہاں نمائے جہانِ محمدیست

آب نزول بحر فیوضات احمدیست — نارِ عروج برق جہان محمدیست

اجسام فلک و ارض ظہور وجود اوست — کوہ و نبات زیب مکان محمدیست

حیوان مواد نور ہیولاء ذات اوست — انسان ظہور آخر شان محمدیست

آں کاملے کہ ختمِ نبوت بنام اوست — سلطان بخت زیب زمانِ محمدیست

واں محی الدین کہ غوث جہاں یافتہ لقب — غوغائے فیض او ز فغانِ محمدیست

واں بالیقین ظہور حسینؑ اینکہ در وجود
سرِ محمدی و عیان محمدیست

۵

نہ کیلئے نصرت دینی ہیں وہ لشکر مظفر ہو — کہ جس کی الام ڈوری کا مدینہ ہیڈکوارٹر ہو

جناب احمدی کی خاک درگاہ جس کا سر پر ہو — عزیزان و رئیسان دو عالم کا افسر ہو

خدا کی سلطنت میں وہ رعایا کیوں نہ شاداں ہو — محمد سا حبیب ایزدی جس کا گورنر ہو

نہیں ڈرتا کبھی جو اس کمیٹی کا ملازم ہو — علی مرتضیٰ جس کا پریزیڈنٹ ہو میراں سکتر ہو

محبت پنجتن سے رکھ کہ ایزد اس پر راضی ہے — کہ جس کی نیک نامی کی سنداں کا رجسٹر ہو

صحابہ کی ارادت سے سعادت جسکو حاصل ہو — خدا کے امتحانوں میں وہ ایم اے بلکہ مسٹر ہو

بدرس جو حنیفہ دین کا قانون جن سیکھا — شریعت میں وہ بیرسٹر ہو کم سے کم پلیڈر ہو

نہ رکھ دنیا سے الفت اسمیں آخر بیوفائی ہے — ترے مرنے پہ ترے دشمنوں کی خود ڈیر ہو

یہ ٹکم بادشاہ موت سب کا ایک منصب ہے قلی ہو اردلی ہو ڈسٹرکٹ جج ہو کلکٹر ہو

سوائے رحم حضرات اس کشاکش میں نہ کام آئے ڈپٹی ہو یا کہ سن ہو خواہ فادر یا برادر ہو

انہیں کا سارٹیفکیٹ اس جہاں میں فخر و عزت ہے

ظہور اس سے ہی جنت کی ریاست پر مقرر ہے

ہ

اے غوث اعظم ذوالعلاء ظلِ الٰہ نورِ خدا اے نور شمس مصطفےٰ دیدار کا مشتاق ہوں

بر گزیدہ علی کے ہو قرۃ زہرا کے ہو لخت جگر حسنین کے نور البصر دیدار کا مشتاق ہوں

مدت سے ہوں در پر پڑا ہے ہجر سے سینہ جلا اے مرجع شاہ و گدا دیدار کا مشتاق ہوں

وہ وقت کس دن پاؤں گا دربار شاہی جاؤں گا یہ راگ گا کر سناؤں گا دیدار کا مشتاق ہوں

جو عاجز و معذور ہے سرکار میں منظور ہے کیوں یہ گدا مہجور ہے دیدار کا مشتاق ہوں

گو بد سے بدکار ہوں بد حال و بد آثار ہوں لیکن تیرا دربار ہوں دیدار کا مشتاق ہوں

من لطف ہوں جرأت کناں ورنہ بقول عاشقاں نوری کہاں خاکی کہاں دیدار کا مشتاق ہوں

کوئی کرے کچھ گفتگو کوئی رکھے کچھ جستجو میری یہی ہے آرزو دیدار کا مشتاق ہوں

عاصی ظہور حسینؔ ہے فرقت میں بس بے چین ہے

یوں بولتا دن رین ہے دیدار کا مشتاق ہوں

ہ

ہمارا ظاہر و باطن سہارا غوث اعظم ہے
سر درد غم کا امید و مدار غوث اعظم ہے

نہیں ہے دشمنان و دنیا سے ہمیں کچھ ڈر
نگہباں جب نہاں و آشکارا غوث اعظم ہے

خدا کے بھید کے واقف نبیؐ کے خاص نائب ہیں
علیؓ و فاطمہؓ کے دل کا پیارا غوث اعظم ہے

بھنور دو غم میں اس کی کشتی کس طرح ڈوبے
کہ جس کی راہنمائی کا ستارا غوث اعظم ہے

ارے دل غم سے ڈرتا ہے نہیں معلوم کس کا ہوں
میرا مالک خدا کا خود پیارا غوث اعظم ہے

مجھے تنہا سمجھ کر تو سختی اس طرف مت آ
دو جگ میں میری حامی ہمارا کرنہار غوث اعظم ہے

تجھے اے دل اگر ہے عشق میں عذر نہ غائب ہو
سبھی حالات میں حامی ہمارا غوث اعظم ہے

میری خیرات کم ہو گر قیامت میں حضر ہے کیا
ترازو میں میرے جب بوجھ بھارا غوث اعظم ہے

نبی کہنا تو بے شک حد شرع سے تجاوز ہے
ولایت اور کرامت میں نیارا غوث اعظم ہے

سبھی کو لیا ہے اپنے رتبہ کی سجاوٹ ہے
بہ ظل احمدی پورا سوارا غوث اعظم ہے

کسی کو کوئی تکیہ ہے کسی کا کچھ بھروسہ ہے
ظہور اس وقت تیرا زور دیارا غوث اعظم ہے

۵

خدا کے ملک پر قبضہ ہے سارا غوث اعظم کا
زمیں سے عرش تک باجے نقارا غوث اعظم کا

ملک جن و بشر ہیں سب کے سب انکی اطاعت ہیں
ظہور ہر دو عالم میں پسارا غوث اعظم کا

نسیم جنت و دنیا سے مستغنی ہے وہ جس پر
ہوا ہے لطف سے دم بھر نظارا غوث اعظم کا

وہاں کی خاک کو قدسی سدا سرمہ سمجھتے ہیں
جہاں پر ایک ساعت ہو اتارا غوث اعظم کا

محب غوث اعظم ہے محب حیدری بے شک
محمدؐ کا پیارا ہے پیارا غوث اعظم کا

عدوئے ایزد و احمد ہے مبغوض شہ جیلاں
خدا کی مار کا را ہے مارا غوث اعظم کا

نہ بگڑے اس سے گرچہ جن و انساں سب مخالف ہوں | کہ جس کو ہے پناہ و دستوارا غوث اعظم کا
جہاں میں کوئی اس در بن غریبوں کا نہیں ملجا | نہ ہرگز چھوڑیو اے دل دوارا غوث اعظم کا

ظہوری آرام کر کیوں درد و غم میں دل جلاتا ہے
تجھے ہے جب دو عالم میں سہارا غوث اعظم کا

ه

اے دلا ہو فدائے محی الدین | بول ہر دم ثنائے محی الدین
گر تجھے چاہیے خدا و رسول | ہو فنائے ہوائے محی الدین
دیکھنا نور حق ہو گر مطلوب | دیکھیو انجلائے محی الدین
مطلع شمس مصطفیٰ و علی | آسمان ضیائے محی الدین
خرمن خیبر کا نہ ہو مفلس | خوشہ چین ہدائے محی الدین
دو جہاں میں کبھی گرسنہ نہیں | کاسہ لیس عطائے محی الدین
عطش روز حشر سے کب ہو ملول | جرعہ نوش سخائے محی الدین
کب ہو بیمار ظاہر و باطن | جس کو پہنچی دوائے محی الدین
سب فتوروں کی دھوپ سے ہے دور | سایہ دار لوائے محی الدین
اس کا عالم میں دستگیر نہیں | جس پہ آئے بلائے محی الدین
کس طرح دین حق غنی ہوتا | گر نہ سنتا صلائے محی الدین
ذاکران مجالس قدسی | ہیں فدائے ندائے محی الدین
محی دین محی دین جدھر دیکھو | جملہ عالم ہے جائے محی الدین
عرش و کرسی ہے آسمان و زمین | مسند و متکائے محی الدین

جادۂ مستقیم سے نہ پھرے — جو کرے اقتدائے محی الدین
سب کمالوں کا نقطۂ مقطع — مطلعِ ابتدائے محی الدین
سر پرستِ شہانِ عالم ہے — خاکروب و گدائے محی الدین
لاکھ مرغانِ قدس سے برتر — بیضۂ مرغِ ہمائے محی الدین
رونقِ خلد کے نہیں مشتاق — ساکنانِ فضائے محی الدین
سب ولیوں کی گردنوں پہ سجے — نقشۂ کفشِ پائے محی الدین

ورد ہر دم کرے ظہورِ حسین
یا الٰہی لقائے محی الدین

۵

خار کو ریحان کریں انہار میرے پیر کی — کفر کو ایمان کریں انوار میرے پیر کے
آبِ سنگ اور سنگ ریگ اور نار کو آبِ روشن — خاک کو انساں کریں اسرار میرے پیر کے
چور کو ابدال اور ابدال کو فاسق پلید — نور کو نیراں کریں اطوار میرے پیر کے
مومنوں کو اولیا اور اولیا کو قطب غوث — لہو کو فیضاں کریں اذکار میرے پیر کے
مشکلیں اور دقتیں اور کلفتیں دنیا و دیں — دم میں سب آساں کریں افکار میرے پیر کے
دو جہاں میں عیب و جرم خاطئین و مذنبین — مخفی و پنہاں کریں استار میرے پیر کے
صاف تھا آبِ وضو میں آبِ حیواں کا اثر — خضر کو حیراں کریں آثار میرے پیر کے

ظاہر و باطن میں کب بیمار ہوتا ہے ظہور
اس کی جب درماں کریں نظار میرے پیر کے

۵

در پہ غوثِ جہاں بلا لیجیے ‏ ‏ میرے دکھ کی کوئی دوا کیجیے
ہر طرف سے ہوں عاجز و لاچار ‏ ‏ میری آزردگی ہٹا دیجیے
زار و مفلس ہوں ناکس و بےکس ‏ ‏ اپنے لنگر سے کچھ دلا دیجیے
آپ کو چھوڑ کر کہاں جاؤں ‏ ‏ اپنا ثانی کوئی بتا دیجیے
درس میں آ چکا ہے ہیچمداں ‏ ‏ نقطۂ علم حق سکھا دیجیے
امتحانوں کی کچھ نہیں لائق ‏ ‏ بار عائت سند عطا کیجیے
گو ترقی کا مستحق نہیں ‏ ‏ محض الطاف سے بڑھا دیجیے
اور عہدہ نہیں کوئی مقصود ‏ ‏ اردل خاص میں لگا دیجیے
نوکری دیکھ کر نہ ہو تنخواہ ‏ ‏ مفت خوری میری اٹھا دیجیے
نفس کی قید میں ہوں بس مجبور ‏ ‏ دستگیری دکھا چھوڑا دیجیے

ہجر میں مر چکا ظہور حسینؒ
روئے اطہر اسے دکھا دیجیے

۵

کون اس وقت مجھ سے بہتر ہے ‏ ‏ ظلِ غوث جہاں جو سر پر ہے
فرد اصغر سے کیا رکھے حاجت ‏ ‏ مہرباں جس پہ قطب اکبر ہے
خود مہتاب کا نہیں محتاج ‏ ‏ دیدۂ دل جسے منور ہے
کوئی اس میں ڈر سے کوئی ہیں ‏ ‏ قادری دو جہاں میں بیڈر ہے
شہ جیلاں کے در پہ آن گرا ‏ ‏ جس کی قسمت کا نیک اختر ہے
اے شہا یہ غریب و بے ساماں ‏ ‏ ایک مدت کا حاضر در ہے

آپ کا ہے تو خوب انساں ہے — ورنہ شعلوں میں ہمدم خر ہے
غرض اس سے بھلا ہے لطف جناب — ایک دم جب کہ اس پہ کمتر ہے
آستاں چھوڑ کر کدھر جاوے — دستگیری میں کون اشہر ہے
زور روا ہا پہ لیں دیر پھیرے — دین دنیا میں گرچہ بے زر ہے
کب تلک ہوگا آزمائش میں — یہ تو پہلے ہی نزار و احقر ہے
میرے جرموں کی گو سزا ہے یہی — ایک فیض جناب وافر ہے
لائق عفو گو نہیں ہوں مگر — رحم حضرت کو شرم اظہر ہے
التجا ہر طرح میں گو ہے روا — زاید الحد شود ابتر ہے
شاید آداب بارگاہ میں قصور — آپڑے پھر تو جرم دیگر ہے
اس لئے اپنے دل کو پتھر مار — ختم کرنا ہی خوب و خوشتر ہے
طاعت حق میں گرچہ قاصر ہوں — ورد نام جناب از بر ہے
یہی خورشید افق عالم پر — از ازل تا ابد خوش انور ہے
آپ بن بعد احمد مرسل — دین دنیا میں کون سرور ہے
نظم کرنا تو اپنا کام نہیں — عجز کرنے پہ دل بہادر ہے

شعر عالم کو بد نہ ہو تو نظامؔ
ذوقؔ و سوداؔ سے آج اشہر ہے

صد شکر کہ دل سے ہوں غلامِ شہِ جیلاں
ہر صبح و مسا وِرد ہے نامِ شہِ جیلاں

دو جگ میں بلندی اسے ہرگز نہیں ملتی
جھک کر نہ کیا جس نے سلامِ شہِ جیلاں

بیشک ہے ولیوں کو تقرب میں مدارج
ہر ایک سے برتر ہے مقامِ شہِ جیلاں

بے عذر ابا سینکڑوں ارواح کو چھوڑا
پہنچا جو فرشتہ کو پیامِ شہِ جیلاں

کیوں عطش قیامت سے ڈرائے مجھے واعظ
جب میں نے پیا شوق سے جامِ شہِ جیلاں

دنیا میں وزارت ہے قیامت کو سفارت
جنت کے قصوروں میں نظامِ شہِ جیلاں

کثرت سے ہو خالی ہوئے وحدت سے بھرا ہے
جو دل کہ سمجھتا ہے کلامِ شہِ جیلاں

ہر ڈھنگ کے کمالوں کو زوال آنا ہے معمول
ہے عین کمالی میں دوامِ شہِ جیلاں

حضرت کے مریدوں میں سے ناقص بھی ہیں کامل
سب بختوں کا سردار ہے خدامِ شہِ جیلاں

تکلیف دو عالم کے قفس سے وہ رہا ہے
جو مرغ ہے پابند بدامِ شہِ جیلاں

اعدا کی شرارت سے مریدوں کو نہیں ڈر
جب قتل پہ قاصد ہیں سہامِ شہِ جیلاں

قطبیتِ حضرت کے تلے ارض و سما ہیں
اور عرش بریں جائے خرامِ شہِ جیلاں

ایزد کے خلیفہ ہیں نبی پاک کے نائب
گردن پہ ولیوں کے ہے گامِ شہِ جیلاں

تدبیر جہاں فیض سے ان کی ہے موید
تقدیر موافق ہے بکامِ شہِ جیلاں

عالم میں کوئی فرد مکمل نہیں ہوتا
جب تک کہ نہ ہو اس پہ ختامِ شہِ جیلاں

وہ کون ہے جو غوثِ جہاں کا نہیں خادم
ہر توسن خود گام ہے رامِ شہِ جیلاں

خاصانِ دو جگ پر ہے ظہور آج مفخر
مشہور ہوا جب کہ لعامِ شہِ جیلاں

حق کے احکام خلائق کو سنانے والے
خلق کی حاجت اللہ سے دلانے والے

غوث اعظم شہ اقلیم ہدا و عرفاں
پیروؤں کو رہ ارشاد بتلانے والے

میری بگڑی ہوئی بن جائے تو کچھ بات نہیں
جب میرے پیر ہیں بگڑی کے بنانے والے

میرے اس حال پہ الطاف سے ہو جائے نگاہ
جود و افضال دو عالم کے خزانے والے

دین و دنیا کی تکالیف سے آزاد ہوئے
آپ کے کوچۂ اکرام میں آنے والے

افق عالم پہ چمکا تیرا مہر اقبال
رہ گئے شمع ولایت کے جلانے والے

○

جس کے لبوں پہ نام ہے غوث عظام کا
کیسے نہ اس سے کام ہو یحیی العظام کا

عالم کے دستگیر ہیں غیروں پہ ہے نظر
کب بھولتا ہے نالہ وہاں مجھ غلام کا

غوثِ جہاں کے رحم کی امید ہے رفیق
بھاتا یہی ہے توشہ میری صبح و شام کا

بس ہے مجھے غلامی دربار محی الدین
شائق نہیں ہوں اور کسی احترام کا

اور دشمنو جہد کی نظر سے نہ دیکھیو
ضامن ہیں دستگیر میرے انتقام کا

بغداد جاکر آیت رحمت کو دیکھیے
کچھ لطف اور ہی ہے وہاں ازدہام کا

الجھے ہوئے ہیں روضۂ اقدس سے مستفیض
کوئی عرب کا کوئی عجم کوئی شام کا

آرام ہائے کوچے مبارک کا خو پذیر
قاصد نہیں ہیں راحت دارالسلام کا

اس پاؤں کو رکاب و لبوں سے کیا ہے فخر
عرش بریں کو عشق ہو جس کے خرام کا

نائب کو جب خطاب ہو سلطان محی الدین
پھر کیسے دیں ضعیف ہو خیر الانام کا

کہ ہو اگر نگاہ تلطف تو یہ فقیر
ناچیز ہے نہ دین نہ دنیا کے کام کا

طرفہ جسے حفاظت پیران پیر ہو ہو جائے پھر شکار مصیبت کے دلم کا
آفات سے زمانے کے بگڑے کبھی نہیں نظام میرا پیر ہو جس انتظام کا
شاہنشہا قدیم سے در پڑا غریب امیدوار خم عنایت سے جام کا

بچ جائے گر ظہورِ غموں سے تو کیا ہے حرج
ہے قطب عالم آپ کے فیضان عام کا

٥

مرجع عالم و ملجائے غریباں مددے دستگیر دو جہاں مرشد پیراں مددے
از مئے صحبتِ اصحاب ہمہ تشنہ لبم ساقیِ بزم خدادانی و عرفاں مددے
آہ از دولت کونین با ملاس درم قاسم گنج شہنشاہ رسولاں مددے
مفلسیم آمدہ پیش تو بدریوزہ گری غمگسارِ شب دیجور گدایاں مددے
گرچہ بد حال و خرابیم ز مریدانِ توام مونسِ نازکی وقت مریداں مددے
ثقلِ اوزار و الم پشت نوادم بشکست بازوئے خستہ دلاں زورِ ضعیفاں مددے
راہ پر خوف و خطر توشہ خیرم مفقود اے کفیلِ سفرِ ناقہ سالکاں مددے
من بیدل بسرِ کوئے تو افتادہ زیار ہمتِ شیر دلاں مردی مرداں مددے
غوث و مولا و فقیر و خواجہ مخدوم و غریب شیخ و درویش و ولی سید و سلطاں مددے
افتقارم بجہاں سوئے جنابت کافیست اے کسے بیکسی فقر فقیراں مددے

از سیاہ بختی خود گشتہ سیاہ کا ظہور
غازہ تیرگی چہرہ سیاہاں مددے

٥

گمرہی و ضلالت میں ہوں اے ہادی دوراں مدد ظلمت جہل میں ہوں نیر درخشاں مدد
اے مرے ماہ مدد مظہر فیضاں مدد نور ایقاں مدد مصدر احساں مدد

قبلۂ دیں مدد کعبۂ ایماں مدد
غوث الاعظم بمن بے سر و ساماں مدد

میرے بختوں کے نصیبوں میں ہیں بیشک ادبار ہر طرح درد و مصیبت کے ہیں مجھ پر انبار
ہوں مگر خادم خدام دکان سرکار اس لیے شام و سحر کہتا ہوں کر کر تکرار

قبلۂ دیں مدد کعبۂ ایماں مدد
غوث الاعظم بمن بے سر و ساماں مدد

مجھ کو دنیا سے نہیں حشمت و جاہ و اجلال نہ ہنر کوئی نہ سیرت نہ جلالت نہ جمال
عاقبت کا بھی نہیں توشۂ خیر الاعمال دین و دنیا سے غرض پوچھ نہیں میرا احوال

قبلۂ دیں مدد کعبۂ ایماں مدد
غوث الاعظم بمن بے سر و ساماں مدد

کس کو احوال شہا رو کے سناؤں اپنا کس کو یہ روئے سیاہ فام دکھاؤں اپنا
کون ہے جس کو مددگار بناؤں اپنا مجھ کو کافی ہے کہ دل اس پہ لگاؤں اپنا

قبلۂ دیں مدد کعبۂ ایماں مدد
غوث الاعظم بمن بے سر و ساماں مدد

ہے بدن کثرت امراض کی آمد سے ظہیر دل خیالوں کے سلاسل سے ہے پابند و اسیر
جاں کشاکش سے خلاصی کی نہ پائے تدبیر آخرش اس پہ ہی رکھنا ہے بھروسہ یہ فقیر

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

غوث الاعظم بمنِ بے سر و ساماں مددے

سیدا تیرے تلطف سے ہے خلعت کو نوید　　سر بفنراک تیرے فیض کی ماہ خورشید

تیرا اکرام ہے ہر ایک کو جائے امید　　اس لئے در پہ ہے عاجز کا وظیفہ جاوید

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

غوث الاعظم بمنِ بے سر و ساماں مددے

اے مبارک ہے ترے قدِ مقدس پہ مدام　　خلعت شاہت اقلیم کمالات تمام

جھک رہی ہیں تیری درگاہ پہ اعناق کرام　　ہر طرف سے یہی بولیں ہیں سبھی خواص و عوام

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

غوث الاعظم بمنِ بے سر و ساماں مددے

آپ کے حکم میں ہے ملک خدائے اکبر　　مل گئیں گنج ولایت کی مفاتح یکسر

مرحبا تو ہی نبی اقدس و آل اطہر　　اور یہ امت کا مقولہ ہے بہر شام و سحر

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

غوث الاعظم بمنِ بے سر و ساماں مددے

رحم و اکرام سے خالی تیرے اوقات نہیں　　سب مریدوں پہ تیرے سختی و آفات نہیں

گو جرائم کو شہا میرے نہایات نہیں　　عفو لاکن تیری سرکار میں کچھ بات نہیں

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

غوث الاعظم بمنِ بے سر و ساماں مددے

ہے غریبوں کی دو عالی پہ اس طرح کی دھوم　　نہر شیریں پہ ہو جیسے کہ پیاسوں کی ہجوم

قطرۂ فیض سے جاتا نہیں کوئی محروم
اسی امید پہ بولی یہ گرفتار غموم

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے
غوث الاعظم بمنِ بے سر و ساماں مددے

قطبِ افخم تیری فیاضی کا ہے ڈھنگ عجیب
فیض یابی میں مساوی ہیں شہنشاہ غریب
خوانِ یغما کی طرح لیتے ہیں مبغوض و حبیب
کہہ رہے ہیں سبھی بد طالع و نیک نصیب

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے
غوث الاعظم بمنِ بے سر و ساماں مددے

جنّ و املاک و انس بل ازمان و دہور
خادم سدّۂ والا ہیں با خفا و ظہور
یذہبن بخیرہما یاتیّ ویل ود
ہے توقع کوئی لے جائے یہ غوغائی ظہور

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے
غوث الاعظم بمنِ بے سر و ساماں مددے

○

اے صبا بغداد موں گر ہو کبھی تیرا گذر
در جناب شاہِ جیلاں عرضِ حالِ من ببر
پیر میرے شومئ اعمال سے ہوں پر خطر
آتشِ غم سے ہوا ہے پُر شرر میرا جگر
غوث اعظم رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

تم ہو احمدؐ کے پیارے مرتضیٰ کے نور عین
سرو بستانِ حسنؑ نخلِ گلستانِ حسینؑ
آپ کے ہوتے ہوتے ہوئے کیوں کام میرا ابتر ہو
رین و دن وردِ زباں رہتا ہے یہ با شور و شین
غوث اعظم رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

قبلۂ آمال تم ہو کعبۂ حاجات تم
منبع ہر مکرمت اور مجمع حسنات تم

مورثِ خیرات تم ہو باعث برکات تم
قدوۂ ارکانِ امت زبدۂ سادات تم
غوث اعظم رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

دین و دنیا سے پڑا ہوں ناقص و بے اعتبار
دالمار ہتا ہوں تیرے رحم کا امیدوار
اے شہا تیرے سوا کس سے کروں جا کر پکار
آستاں پر رکھ جبیں کہتا ہوں میں بس بیقرار
غوث اعظم رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

بادشاہ دو جہاں الطاف ہو کر یوں نگاہ
آ پڑا ہوں تیرے در پہ زار و بیمار و تباہ
الغیاث اے سید فریادرس ہوں دادخواہ
جاں بلب ہو کر میں کہتا ہوں بہر شام و پگاہ
غوث اعظم رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

بحر غم میں کشتی عشرت میری ہوئی غریق
پہنچ اے نوحِ زماں تجھ بن نہیں کوئی رفیق
ہے جلاتی گلشنِ دل درد کی باد فریق!
جلد برسے ابر رحمت اس پہ اے میرے شفیق
غوث اعظم رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

ہو بموز نجیر غفلت میں مقید ہوں مدام
حرص کے زنداں میں میرا نفس رکھتا ہے مقام
اور نہیں کوئی معاون تجھ بن اے غوث اعظم
حضرت عالی میں ہے یہ عرض میری صبح و شام
غوث اعظم رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

تم ہو آیاتِ شفا بہر سقیم دو جہاں
عاجز و مسکین و بیکس ہوں پڑا بس ناتواں
آپ جیسا کون ہے بعد از نبی غوث زماں
شکر ہے امداد ہم کو آپ کی سر و عیاں
غوث اعظم رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

تجھ بناں کس نے جھکائی ہے ولیوں کی رکاب
تجھ سا غوثیت کا اللہ سے ملا کس کو خطاب
اے شہ والا تبار سے شہی عالی جناب
تمنیوں کی دور سے کہتا ہوں کھا کر پیچ و تاب

غوث اعظم رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

قطب انجم غوث اعظم مرشد شرح مبیں — زیب اور رنگ ولایت مالک دنیا و دیں

لایق فخر ملائک پروہ بہر حور عین — مرہم ناسور غم ہا راحت قلب حزیں

غوث اعظم رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

ملک جان و تن میں میرے ہے پڑا اک فتور — ہو رہے ہیں باغیان ناتوانی پر غرور

تندرستی کا خلیفہ تخت و عزت سے ہے دور — معجز سے ہر دم پکارتا ہے یہ بیکس بے شعور

غوث اعظم رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

بار عصیاں سر پہ اور پاؤں میں زنجیر ہوا — زلیخا نے فعل بد کی ہاتھ قابو کر رکھا

ذات بخیلی سے ہوں اشغل میں خسرے رہا — سینہ بریاں سے ہر دم ہے نکلتی یہ صدا

غوث اعظم رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

شیشہ جاں زنگ غم نے بے اوجالا کر دیا — بار عصیاں نے جلا کر دل کو کالا کر دیا

روستائے تن نے شاہ غم کو مالا بھر دیا — سجہ دیو کی نفس نے زنار والا کر دیا

غوث اعظم رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

نفس و شیطاں روز و شب کرتے ہیں میر القید و بست — خواہشوں کے منتظم نے کر دیا ہے تنگ دست

آپ کا ہو کر سناؤں کس کو اپنی سرگزشت — دیں بفریاد اے شہ جیلاں مجھ بے ہمت

غوث اعظم رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

آپ کا ورد مقدس ورد جاں ہے یا غوثی — اس ذریعہ سے ہے امید خلاصی یوم دین

فضل کر مجھ پر یہ شاہ زاہل دین و متین! — عرض کرتا ہے محمود بن الحسین ندوی

غوث اعظم رحم سے میری طرف ٹک کر نظر

دل میں ہے پڑھ کر سناؤں عرض اس منوال پر — راگ دیپک کو پڑھائیں شور غوغا ڈال کر
تا نشی ہو جائیں اپنے طالع بد فال پر — غوث اعظم سے کرائیں رحم ناقص حال پر

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

قاصد باد صبا میرے لئے خوش حال کر — راہی بغداد ہو کر سیر استقبال کر
جا گلِ انوار سے دامن کو مالا مال کر — چوم کر خاکِ در پیر میری طرف سے قال کر

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

اے مہ برج نبوت والے دُرِ درجِ علی — کاشفِ رازِ الٰہی واقفِ سرِّ جلی
ماجرا طرفہ کہ جس کا پیر ہو ایسا ولی — پھر سہے تکلیف و ایذا اسے کچھ بے کلی

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

قبلۂ حاجاتِ دنیا کعبۂ آیاتِ دیں — مصدرِ فیض و مروت مظہر فضل المبیں
زینتِ آلِ عبا و رونقِ عرش بریں — ہادیٔ علم ہدایت حامیٔ دین متیں

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

ظاہر و باطن ہے ذاتِ پاک پہ میرا مدار — صدق دل سے اسم عالی ورد ہے لیل و نہار
دشمنانِ دین دنیا سے ہوں خوار و زار — چھوڑ کر یہ آستاں جاؤں کدھر یہ نابکار

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

اے ظہور نور احمد دے سرور مرتضیٰ — وارثِ ارثِ لدنی مالکِ ہر دو سرا
شامتِ اعمال بد مجھ کو ستاتی ہے سدا — ہر طرح سے ہو چکا ہوں ناتوان دل بے نوا

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

بارِ غم سے میرے فرحت کی ہوئی ہے پشت خم — نوجوانی میرے بختوں کی ہوئی زحمت سے تم

عیش کے املاک پر قابض ہوا ہے شاہ غم　　گنجِ صحت کی صیانت میں ہے کاہش دم بدم

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

خود سیاہ کاری کی کثرت سے ہوا ہوں روسیاہ　　شست شوئی آپکی رحمت کی ہے امیدگاہ

بھیجئے شاہِ شہاں امداد کی جا پر سپاہ　　صالحیت پر ہے غالب لشکر جرم و گناہ

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

آپ کے کوئے مبارک کی جو ہے خاک شفاء　　ظاہر و باطن کی بیماری کی ہے پوری دواء

ہو مسِ جرم آپ کی اکسیر اعظم سے طلاؔ　　راجیئے فضل و کرم ہے یہ گرفتارِ بلاء

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

درگہِ والا پہ خم ہے گردنِ شاہ و گدا　　خاک بوسی کو سمجھتے ہیں سعادت اولیاء

اے شہ ملک و معیت ناخدا رانماؔ　　مستحقِ لطف ہے یہ پُرخطا دیرؔ ہوا

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

قطب اقطاب دو عالم غوث اعظم غوث جہاں　　شہباز قرب عندیت جلیسِ لامکاں

شاہ سوارِ عرصۂ اقدس نصیر انس و جہاں　　آپ کا دامن گرفتہ بولتا ہے ہر زماں

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

ہر طرف سے دردِ کلفت نے کئے مجھ پہ تیر　　ہر طرح تیغ مصیبت کی سپر ہوں میرے پیر

[illegible] ولی نعم الموالی ونعم النصیر　　آہ و نالہ سے پکارے آپ کے گھر کا فقیر

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

نفس [illegible] صیاد کے ہوں دام میں ہر دم اسیر　　خیر افعالی یسیراً سوء اعمالی کثیر

اے پناہ بے پناہاں بیکسوں کے دستگیر　　آپ کا درویش ہو کر پھر ہوں کیوں ایسا حقیر

دل میں ہے پڑھ کر سناؤں عرض اس منوال پر | راہِ دنیا کو چھڑایا ہوں شوقِ مولا ڈال کر
کاش ہو جائیں اپنے طالعِ بد فال پر | غوث اعظم سے کرائیں رحم ناقص حال پر

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

قاصد بادِ صبا میرے لئے خوش حال کر | راہیٔ بغداد ہو کر سیر استقبال کر
جا گلِ انوار سے دامن کو مالا مال کر | چوم کر خاکِ ادب میری طرف سے فال کر

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

اے مہِ برجِ نبوت والے دُرِ درجِ علیؓ | کاشفِ رازِ امانت واقفِ سرِ جلی
ماجرا طرفہ کہ جس کا پیر ہو اللہ کا ولی | پھر سے ہو تکلیف دنیا سے اسے کچھ بے کلی

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

قبلۂ حاجاتِ دنیا کعبۂ آیاتِ دین | مصدرِ فیض و مروت مظہرِ فضل المبین
زینتِ آلِ عبا و رونقِ عرشِ بریں | ہادیٔ راہِ ہدایت حامیٔ دینِ متین

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

ظاہر و باطن ہے ذاتِ پاک پہ میرا مدار | صدقِ دل سے اسم عالی ورد ہے لیل و نہار
دشمنانِ دین دنیا سے ہوں خوار و زار | چھوڑ کر یہ آستاں جائے کدھر یہ نابکار

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

اے ظہورِ نورِ احمد دے سرورِ مرتضیٰ | وارثِ ارثِ لدنی مالکِ ہر دو سرا
شامتِ اعمال بد مجھ کو ستاتی ہے سدا | ہر طرح سے ہو چکا ہوں ناتوان دبلا نوا

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

بارِ غم سے میرے فرصت کی ہوئی ہے پشت خم | نوجوانی میرے بختوں کی ہوئی زحمت سے تم

عیش کے املاک پر قابض ہوا ہے شاہ غم
گنج صحت کی صیانت میں ہے کاہش دم بدم

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

خود سیاہ کاری کی کثرت سے ہوا ہوں رو سیاہ
شست شوئی آپکی رحمت کی ہے امیدگاہ

بھیجئے شاہ شہاں امداد کی جا پر سپاہ
صالحیت پر ہے غالب لشکر جرم و گناہ

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

آپ کے کوئے مبارک کی جو ہے خاک شفاء
ظاہر و باطن کی بیماری کی ہے پوری دوا

ہو مس جرم آپ کی اکسیر اعظم سے طلاؔ
چاہیے فضل و کرم ہے یہ گرفتار بلا

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

در گہ والا پہ خم ہے گردن شاہ و گدا
خاک بوسی کو سمجھتے ہیں سعادت اولیاء

اے شہ ملک ولایت ناخدا راناؔ
مستحق لطف ہے یہ پُر خطا جو پر ہوا

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

قطب اقطاب دو عالم غوث اعظم شہ جہاں
شہباز قرب عندیت جلیس لا مکاں

شاہسوار عرصۂ اقدس نصیر انس و جاں
آپ کا دامن گرفتہ ہو رہا ہے ہر زماں

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

ہر طرف سے درد و کلفت نے چلائے مجھ پہ تیر
ہر طرح تیغ مصیبت کی سپر ہوں میرے پیر

[illegible] ولی نعم المولی و نعم النصیر
آہ و نالہ سے پکارے آپ کے گھر کا فقیر

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

نفس کے صیاد کے ہوں دام میں ہر دم اسیر
خیر افعالی یسیراً سوء اعمالی کثیر

اے پناہ بے پناہاں بیکسوں کے دستگیر
آپ کا درویش ہو کر پھر ہوں کیوں الٹا لمبیر

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

غوث اعظم ذوالعلٰے دیدار کا مشتاق ہوں　　ظلِ ذاتِ کبریا دیدار کا مشتاق ہوں
جلوہ نوری دکھا دیدار کا مشتاق ہوں　　نارِ فرقت سے جلا دیدار کا مشتاق ہوں

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

نفس شیطان کی شرارت سے ہو ہو رہا ہوں میں ملول　　ایک لحظہ بھر نہیں ہے ان کی فرقت سے حصول
دستگیری کیجئے اے نائبِ ظلِ رسولؐ　　میں نہیں چھوڑوں گا دامن ہیں ہو زاری قبول

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

اے ظہور ابن الحسین لب شور و غوغا کر تمام　　شاہ فاضل کا وسیلہ پکڑ کر رہو ہمیش گام
خارج از حدِ ادب ہے بولنا زائد کلام　　ورد رکھو شوق دل سے یہ مقولہ صبح شام

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

غور فرما غور فرما اے شہ کون و مکاں　　غور فرما غور فرما اے شہ دوالحمد و شاں
غور فرما غور فرما اے شہ عالی نشاں　　غور فرما غور فرما اے شہ مہرو عیاں

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

حال پر اس حال پر اے غوث اعظم حال پر　　حال پر اس حال پر اے قطب اکرم حال پر
حال پر اس حال پر اے قطب افخم حال پر　　حال پر اس حال پر اے نور معظم حال پر

غور فرما شاہ جیلانی میرے اس حال پر

○

تضمینِ قصیدۂ غوثیہ

۵

خوب چیست آید قبائے فخر و عزت در برم — تاجِ جاہ و حشمت و مکنت چہ زیبد بر سرم
شوکتِ ملکِ سلیمانی نہ از جو مے خرم — از رہِ فقر و غنا گوئی کہ شد بحر و برم
تا بجان و دل گدائے شیخ عبد القادرم

یا جمالِ پاکِ او از دین و دنیا شاغلم — تا قضیبے تنگ دلے در راہِ عشقش کاملم
یا لیقینی دانید یا این طریقِ محملم — ہست دائم در طوافِ کعبہ کویش دلم
از رہِ صدق و صفا این است حج اکبرم

جانِ من تا از زلالِ آبِ جو کویش کوثرست — قلبِ من تا از خیالِ سیلِ سو کویش کوثرست
سینہ ام تا از صفائی آبِ جو کیش کوثرست — چشمِ من تا در ہوائے خاکِ کویش کوثرست
آبِ حسرت مے خورد در رضواں ز حوضِ کوثرم

اے فتادہ بر درت ہر عاجز و مسکیں مدام — مدینِ فیض و نوالت مرجعِ ہر خاص و عام
کشتہ ام بیمار و لاچار آخر اے غوثِ عظام — می نہم گریاں سرِ خود بر درت ہر صبح و شام
رحم کن بر روئے گرد آلودہ و چشمِ ترم

جاں بلب ہیندم الغیاث اے شاہِ عالم الغیاث — درد مندم الغیاث اے نورِ افخم الغیاث
مستمندم الغیاث اے قطبِ اکرم الغیاث — مردم از غم الغیاث اے غوثِ اعظم الغیاث
وقت آں آمد کہ نجاں بجمالِ انورم

جز سیاه بختی نمی دارم به دنیا منزلت | می‌روم غرق غم بگرداب بلا و مسکنت
ایستادم بر درت ای شاه عالی مرتبت | چون نمی بینی کنون سوی من ز عین مرحمت

جای آن دارم که در دنیا نه بینی دیگرم

بی عنایت حاصل امن جهانی مشکلست | بی نگاه تو امانی دو جهانی مشکلست
بی لقایت فتح گنج جاودانی مشکلست | رحم کن ورنه بتن این مرغ جان با همرهم

بی جمال جان فزایت زندگانی مشکلست

زیر هر موی از تنم تیر ستم آید کرده زخم | گردش ایام با من ساختی وا ویحتم
هر کرا محبوب دادم پیش من آید بخشم | غمزه لطف تو بردم کس نباشد همچشم

زان بچشم عبرت آورده نخست بر سرم

باقم را سر بسر میدان حسرت کرده اند | ظاهرم در بند اقبال زندان غیرت کرده اند
مرغ جانم را اسیر دام حیرت کرده اند | هر چه بر من کرده اند از روی غیرت کرده اند

ولی بر من اگر کرم نهایت نکردی یاورم

بار عشقت می کشم ای شاه فرخنده خو | غیر شوق ذات پاک تو ندارم جستجو
گرچه پر جرم و خطا ام لیک پیش لطف تو | نیست با غیر تا من جرم گناه از هیچ رو

رو مکش از من که بس بی دل غریب و ابترم

مثل بلبل خارج از بستان فتادم بیقرار | از کمون ساری تنجنت خود بنالم زار زار
یک نظر فرما بمن ای محبوب عالی تبار | گرد تو پروانه پر گشتم اگر گویت چون هزار

چون پرم شکسته جدا گشت آخر شاپرم

از جور عمل بد طینت دلم شد خسته حال | خوبی قسمت نماید غیر نعل زشت سال

هر دو چشم انتظارِ فضل و لطفت شست یاں — شد ز تاب آتش غم تن مرا انگشت ساں

هست گوئی خرقهٔ ماتم ز حسرت در برم

میکشم از جبرِ دوراں بار و رنج و مملق — بس ضعیفم ایں کشاں اندام همتی

دو نظر آید ز هر سو نار درد و زحمتی — در تب و تابم شب و روز از عنایت حقی

مے خورد خونم غم و من هم به غم خوں میخورم

آه و ناله می کنم بے التفاتی هائے تو — مے برم صد هم و غم بے التفاتی هائے تو

خورده ام تیرِ الم بے التفاتی هائے تو — مانده ام در کنج غم بے التفاتی هائے تو

همچو صدیقه به محنت روزگارے مے برم

گرچه بد خالی نجم روز و شب آرد بلا — گشته ام هر چند در راهِ شقاوت مقتدا

هر نوازش هائے عالی لیک اے مهر عطا — دارم امید آنکه از برج سعادت با صفا

گر بود طالع شود طالع همایوں اخترم

فضل فرما فضل فرما دم بدم از راهِ لطف — دور دار از پشت عالم بارِ غم از راهِ لطف

چوں که داری بر منِ عاجز کرم از راهِ لطف — یک دمے اے سرورِ مبارک بنه قدم از راهِ لطف

نه بروئے من چه شد آخر همان خاکِ درم

بود مے با فضل تو در دین دنیا بے خطر — هر کس از اعدائے من میماند هر دم پر حذر

از چه باشد حضرتا حالِ هراز نگب و گر — گر گناه رفته باشد تو به کردم ز سر

عذر من بپذیر از لطف افسر سرم

هر زماں دارد زباں در دعائے و دلم مشتغل — هر دم از افعالِ بد روئے فوادم منفعل

مانده ام در رنج کلفت همچو خر در آب و گل — مے کنم ختم سخن تا چند گویم سوز دل

کز نوشتن با قلم در نالہ آمد و رفتم

این منم بیت فلاکت ہا تو گنج نعمتی
این منم نار شقاوت ہا تو بحر رحمتی
اے شہا مثل خطاہائے ظہور زحمتی
چیست در پیش کرم ہائے تو جرم غربتی

الکرم یا غوثِ اعظم والترا حم الکرم

گھبرائیو نہ اے دل بیمار دیکھنا
تسکین کو چھوڑیو نہ زنہار دیکھنا
امواج غم کو عیش کی انہار دیکھنا
ہر ایک نوکِ خار کا گلزار دیکھنا

کیا غم ہے جبکہ شاہ جہاں غوث محی الدین
تجھ سے غریب و زار کے ہیں حامی و معین

محبوب خاص ایزد و اکبر ہیں محی الدین
بدر منیر برج پیامبر ہیں محی الدین
چوتحِ علی کے مہر منور ہیں محی الدین
گلزار احمدی کے صنوبر ہیں محی الدین

نور نبی و سر خدا میرے پیر ہیں
دو جگ میں بیکسوں کے وہی دستگیر ہیں

ملک ہدا و خیر کے سرور ہیں دستگیر
دنیا میں جہاں ہیں اشہر ہیں دستگیر
میدان رہبری کے بہادر ہیں دستگیر
افواجِ عارفین کے افسر ہیں و شبیر

جو حاضر جناب ہے بس فیض یاب ہے
منکر کا تشنگی میں حال خراب ہے

اے سیدِ شہانِ جہاں غوثِ عالمین
عظمت کا آپ کی ہے سبھی خلق کو یقین
سب اولیا کی خوف سے کیا گردنیں جھکیں
مارے ادب کے دورہ فرشتے نے چھوڑ دی

پاس ادب میں خلق سے کس کو ہمدول ہے

خالق کو جب کہ عزت و حرمت قبول ہے

سلطان دیں ہے تیری اشرف بہا چمن کی ہستی کے باغ میں ہے تیرا نور شاہ گل

بلبلوں کا تیرے ادھر تو ہمارا ہے شور دل تیری نقیب ہی کی جھلک میں چہک رہا بلبل

اس سلطنت میں آپ کی میں اک غریب ہوں

لیکن جب آپ کا ہوں تو بس خوش نصیب ہوں

لاریب آپ عشق محمد کے فقیر ہیں ! تقریب میں عالم مثال و تذکیر ہیں

فقر محمدی میں غنی و امیر ہیں ! عالم کے ملک فیض کے پیران پیر ہیں

دنیا و دین کے ملک کے مالک ہیں دستگیر

ہر ایک ناتواں کے ہیں حافظ و نصیر !

اے پیر خلق خوا بہر عالم بشر ہمام یکساں ہیں جن و انس ملک آپ کے غلام

حاصل ہے طور پر جو گیا اپنا مقام دنیا کے سال و ماہ غلامی کریں مدام

نظم جہاں کا حکم میں تیرے مدار ہے

رتبے شریف مرضی پروردگار ہے

در پہ کھڑا ہوں آپ کا میں ہے مخدوم الغیاث رکھیو نہ اپنے رحم سے محروم الغیاث

ایسا ہوں درد عجز کا مغموم الغیاث ہو جاؤں لطف شاہ سے محشوم الغیاث

ہر وقت میرا ورد زباں الغیاث ہے

مجھ ناتواں کا زور و تواں الغیاث ہے

آپ اصل کے امیر ہیں عادات کے غریب محبوب ایزدی ہیں پیغمبر کے ہیں حبیب

اے زبدۂ سیادتِ السابد کے نجیب
کب سے ہے آستاں پہ پڑا آن بے نصیب

پژمردہ و نحیف کو دیدار دیجئے!
انہار خلق فیض سے سرشار کیجئے

اے بادشاہ ملکِ خدا، جبل و بحر و بر
نور ظہور آپ کا سب سے ہے بیش تر

شہروں پہ ہے چشم مبارک کی یوں نظر
جیسا کسی کو دانۂ خردل ہو ہاتھ پر

کس کو جلال و ہیبت کا اس بات کی ہے نذر
سب غوث و قطب آپ کے لشکر میں فضلہ خور

اے شیخ گل و بازی و الشہب ذو الوقار
یہ میرا طیر نفس کسی وقت ہو شکار

مردے ہوئے ہیں، اذن مقدس سے جاندار
یہ مردہ میرے قلب کا زندہ ہو ایک بار

فیض جناب جب کہ عدیم المثال ہے
خادم پہ محبت نفس کا کیوں کر وبال ہے

درویش وہ کہ جس کے نہارت ہو جلی فدا
عالم کے انتظام میں کون آپ کے سوا

زر دوز صوف جبہ و دانا میں خوش نما!
ذہب و عدید بندش اسپوں میں لگیا

فقر و غنا دو بحر ہیں آپس میں باعناد
دونوں کے ہے وجود مبارک میں اتحاد

مولائے ماہی ظاہر و باطن تیری پناہ
سب اولیا کو تیری غلامی سے عز و جاہ

رکھتا ہوں عیب و جرم سے گو نامۂ سیاہ
رحم جناب لیک ہے ہر دم کا تکیہ گاہ

شہ حسود و نفس سے مجھ کو ہے کیا خطر
حزب الغلام ہانتِ مولے کو یاد کر

پاس ادب میں خلق سے کس کو ہمدولی ہے
خالق کو جب کہ عزت و حرمت قبول ہے

سلطان دیں ہے تیری اشرف بہار چمن کی — ہستی کے باغ میں ہے تیرا وجود شاہ گل
بلبلوں کا تیرے ارض و سماء پر ہے شور و غل — تیری تقریب ہی کی جھولی میں چہکتے ہیں

اس سلطنت میں آپ کی میں اک غریب ہوں
لیکن جب آپ کا ہوں تو بس خوش نصیب ہوں

لاریب آپ عشق محمد کے فقیر ہیں ! — تقریب میں علیہم مثال و نظیر ہیں
فقر محمدی میں غنی و امیر ہیں ! — عالم کے ملک فیض کے پیران پیر ہیں

دنیا و دیں کے ملک کے مالک ہیں دستگیر
ہر ایک ناتواں کے ہیں حافظ و نصیر !

اے پیر خلق خواجہ عالم شہ ہمام — مکہ میں جن و انس ملک آپ کے غلام
حق نے بس ملحوظ جب دیا اپنا مقام — دنیا کے سال و ماہ غلامی کریں مدام

نظم جہاں کا حکم پہ تیرے مدار ہے
تیرے شریف مرضی پروردگار ہے

در پہ ہوں آپ کا امیر سے مخدوم الغیاث — رکھیو نہ اپنے رحم سے محروم الغیاث
ایسا ہوں درد ہجر کا مغموم الغیاث — ہو جاؤں لطف شاہ سے محشوم الغیاث

ہر وقت میرا ورد زباں الغیاث ہے
مجھ ناتواں کا زور و تواں الغیاث ہے

آپ اصل کے امیر ہیں سادات کے نجیب — محبوب ایزدی ہیں پیمبر کے ہیں حبیب

اے زبدۂ سیادتِ السابقے نجیب — کب سے ہے آستاں پہ پڑا آں بنے نصیب

پژمردہ و نحیف کو دیدار دیجئے!

انہار خلق فیض سے سرشار کیجئے

اے بادشاہِ ملکِ خدا جبل و بحر و بر — نورِ ظہور آپ کا سب سے ہے بیش تر

شہروں پہ ہے چشم مبارک کی یوں نظر — جیسا کسی کو دانۂ خردل ہو ہاتھ پر

کس کو مجال و بحث کا اس بات کی ہے نذر

سب غوث و قطب آپ کے لشکر میں فضلہ خور

اے شیخ کل و بازی و اشہب قدہ الوقار — یہ میرا طیرِ نفس کسی وقت ہو شکار

مردے ہوئے ہیں اذنِ مقدس سے تبا ہزار — یہ مردہ میرے قلب کا زندہ ہو ایک بار

فیضِ جناب جب کہ عدیم المثال ہے

خادم پہ غربت نفس کا کیونکہ وبال ہے

درویش وہ کہ جس کے عبارت ہو جاں فدا — عالم کے انتظام میں کون آپ کے سوا

زر دوز صوف جبہ ولا میں خوش نما! — ذہب و عدید بندش اسپوں میں لگیا

فقر و غنا دو بحر ہیں آپس میں با عناد

دونوں کے ہے وجود مبارک میں اتحاد

مولائے ماہی ظاہر و باطن تیری پناہ — سب اولیا کو تیری غلامی سے عز و جاہ

رکھتا ہوں عیب و جرم سے گو نامۂ سیاہ — رحم جناب لیک ہے ہر دم کا تکیہ گاہ

شر حسود و نفس سے مجھ کو ہے کیا خطر

حزب الغلام ہاشمِ مولے کو یاد کر

ظاہر میں گرچہ آپ ولی نام دار ہیں — باطن میں انبیا کی صفوں میں شمار ہیں
یکسانہ ہو کہ آپ شہ کامگار ہیں — قدح شراب وصل کے مست خمار ہیں
ایزد کو خود قبول ہیں در آپ کے سوال
حکم حضور نافذ و جاری بکل حال

ان سب کو گرچہ اس سے ہے تکلیف بیکراں — اس امر میں ہے لیک مجھے فائدہ عیاں
رکھتا ہوں دربے نالہ و فریاد کا فغاں ! — پر داخل جناب ہے اس شور سے بجاں
شاید جو آپ پوچھیں کہ کیا شور و شین ہے
کوئی تو بول دے گا ظہور الحسین ہے

○

محی الدین جائے پناہے مابس ست — در دو عالم قبلہ گاہے مابس ست
ماہمی دانم حکام و ملوک — سید ما بادشاہ مابس ست
بدر و خورشید ند عالم را ضیا — نور رویش شمس و ماہے مابس ست
مارکس ہرگز نمی خواہیم جاہ — فضل و مہرش عز و جاہے مابس ست
نیست مارا ہر کسے امید و ناز — در رہش امیدگاہے مابس ست
مجرماں بین نا زاہی شے کنند — پیش اکرامش یک آہے مابس ست
خلق بر لا تقنطوا دارد نظر — بر آنا جیدنگاہے مابس ست
از بحور فیض وا فعل ما نثار — شستن روئے سیاہے مابس ست
مردماں بر دشمناں لشکر کشند — فضل و امدادش سپاہے مابس ست
گز یک لطف مرید ہی لا تخف — بہر امحار گناہے مابس ست

کوثر و زمزم چہ سازی لے ظہور ہے
جوش افضا کش میا ہے مالبس ست

○

ہے ہے مبارک زہے مبارک ازل سے اسکا نصیب آیا
کہ جس مربی شہ حسین ابن احمد اپنا دو جگ میں پایا

تعجب اس میں نہیں ہے سامع کہ ذات قدسی صفات حضرت
ظہور اینڈ ہے نور احمد جمال مطلق کا عکس و سایا

علی و زہرہ کے گھر کی زینت کمال آل عبا کی عزت
جناب احمد کے خاص نائب ہیں جس سے ان کا بلند پایا

چراغ ایوان شاہ فاضل رئیس افراد شیخ کامل
ہدایتہ الخلق پیر کامل ملازم ان کے سبھی برایا

وہی ہے میری مدار و ملجا وہی ہے میری پناہ و ماوا
وہی ہے حامی وہی ہے ہادی اسی نے انساں مجھے بنایا

جناب عالی میں جس نے رو کر سنایا احوال تنگ ہو کر
بیک توجہ خدا کی درگاہ سے اسکی مشکل کو حل کرایا

تصرفات جناب والا شمار و احصا سے ہیں معلّے!
ظہور میں ایک دم میں آیا خیال عالی میں جو سمایا

کرم سے کی جس کی دستگیری اسے نہ آئی کبھی زہیری
بنایا اپنا اگر کسی کو بہ دین و دنیا اسے نبا ہیا

جلال محبت کا وہ جلا ہوا اگرچہ گو سنگدل ہو مجھ سا
نگاہ معجز نما سے دم میں مثال آب اس کو کر دکھایا

میں بینوا ہوں میں نارسا ہوں تیری ہی درگاہ پہ آ پڑا ہوں
کمال رحمت کا ڈالو پانی شرارۂ عصیاں سے دل جلایا

دوام کرتا ہوں بیاں تمہاری فغاں و نالہ و گریہ زاری
کبھی تو پوچھیں گے وہ ہمارے یہ ایسا کس نے غل مچایا

ظلوم و مسکیں غریب و غمگیں کسی طرح سے نہ سکتے تھکیں
گرا ہے جبکہ وہ ہو کے مایوس چاہیے اس کو گلے لگایا

○

آہ میری سے دل کو میرے شرر وہ پہنچا
ورد لیتے تب کو بوسۂ مداد پہنچا

گوش محبوس میں آواز رہائی آئی
چشم صائم کو مہ عید کا جلوہ پہنچا

گو ہے ہجراں میں یہ جو صاحب دل سے تھا مرد لیٹا
کان میں زیر و بم نغمۂ احیا پہنچا

آپ تسلیم ملاقات پہ محشر کے لئے
نار محشر کو شفاعت سے ہے انقلاب پہنچا

بستر مرگ پہ مدت سے پڑا تھا بیمار
ناگہاں دکھ پہ میرے دست مسیحا پہنچا

ہجر تو درگ تھا ہی وصل میں مرنا آیا
میرے جینے کا کوئی وقت نہ اچھا پہنچا

ایک ہی بار سبھی خلق خدا مرتی ہے
وائے قسمت مجھے مرنا بھی دوبارہ پہنچا

چاندنی چوک سا چمکا میرا بیت مظلم
روئے جاناں کے قمر کا جو تجلا پہنچا

خیر مقدم میرا ہر دو سے ترنم نمر سے ظہور
تا در عرش میری عیش کا غوغا پہنچا

کبھی وہ ماہ دلکش آیا تو ہوتا
میرا کاشانہ چمکایا تو ہوتا

میری ان غمزدہ آنکھوں کو دم بھر
جمال پاک دکھایا تو ہوتا

کہیں اس کلبۂ احزاں میں یارب
نخیل عیش کا سایہ تو ہوتا

بٹھا کر سامنے اس جان جاں کو
یہ احوال اپنا سمجھایا تو ہوتا

نہ ہوتا یا کہ ہوتا تو سنے تقدیر
یہاں تک اس کو پہنچایا تو ہوتا

اگر وہ بس جسمی رکھتی تصویر
تو میں بھی نقشہ کھنچوایا تو ہوتا

دلا وہ سنگ دل مانے نہ مانے
تو احوال اپنا جتلایا تو ہوتا

لگائی پر مناسب ہے نبھائی
کسی نے اس کو بتلایا تو ہوتا

رقیبوں نے میری اس بیکسی پر
کبھی افسوس و غم کھایا تو ہوتا

مجھے امیدواروں میں نہیں جا
ہوا داروں میں ٹھہرایا تو ہوتا

شہ جب سناں سے اس جور و ستم پر
ظہور انصاف کو دایا تو ہوتا

کسی پر کیا تاسف ہے جب اپنا ہی مقدر ہو / تصور فال زن کیا ہے نحوست میں جب اختر ہو

رقیبوں سے نہیں ہے دشمنی ان کا تو منصب ہے / سبھی پر ظن بد ہے جس کے گھر میں تیرہ زندہ ہو

ڈرے ہی باغباں جب چومتی ہے رو کے گل بلبل / کہ اس کے سانس کی گرمی سے رنگِ گل نہ اصفر ہو

میرے اس عشق سے جاناں کو بدنامی تو ہے لیکن / امارت کب سجے جب تک کوئی سائل نہ در پر ہو

جدا از خود سار سے ہو کر تیری خود زلف بہتر ہے / میرا حال اس جدائی میں بھلا کیونکر نہ ابتر ہو

صبا اس میری ہمّا کستر کو لے جا اس کے کوچہ میں / مگر ڈر ہے کہیں وہ خاطرِ والا مکدر ہو

تیرے اس عصبۂ الفت میں سستی کس طرح آئے / میری اس آہ کی سردی سے شاید وہ محنتر ہو

تیری اس سرد مہری سے رضا اپنا طریقہ ہے / کہ سہرا ہے رضائی کا سنا کیوں کر میسر ہو

ضعیف الحوصلہ ہوں وہ قوی الاستقامت ہے / خرابی ہے مضعف کے مقابل جب مکبر ہو

بھلا کر خود سمجھتے ہیں کہ اس نے بھی بھلایا ہے / زلیخا کب بچے جب صورتِ یوسف نہ ازبر ہو

درِ غوثِ جہاں پر شاہ فاضل کے وسیلہ سے
ظہورِ آیا ہے اب وہ کیوں نہ مطلب پر مظفر ہو

کب تلک جلتا رہے گا دل فراقِ یار میں
آئے گا کب تک نہ عیسیٰ کوچۂ بیمار میں

اس کو مرنا زندگی سے رتبۂ بالا محبوب ہے
عمر ہو جس کو تڑپتے سختی آزار میں

میرا سامان دو عالم ہو تیرا کچھ کم نہ ہو
ایک دم رونق کرو گر کلبۂ نادار میں

عندلیبِ پر شکستہ کو کرے گا کون یاد
مجلسِ عشاق جب پرجوش ہو گلزار میں

گو رقیبوں اور کسوں سے مجھے ہے خوشی
ایک کام آتا نہیں کچھ قسمتی آثار میں

کیا مفت آئے گا پھر بلبل کو رحم باغباں
چل دیا گل کو اگر رکھ کر کوئی دستار میں

تیری دوکاں پر فقط ہارا ہے نقد جسم و جاں
ورنہ میں چالاک تھا عالم کے اس بازار میں

میری سن کر وائے ویلاں کی رنجش ہے بجا
دار تھی منصور کو اسرار کے اظہار میں

آؤ گے غیروں سے گر چھپ کر تو نامردی نہیں
مصطفیٰ کو بھی چھپایا تھا خدا نے غار میں

عشق میں جو مر چکا مرنے سے پھر ڈرتا نہیں
سائرہ داخل ہوتی تھی بے تکلف نار میں

آئیں گے کہہ کر نہیں آئیں کے دکھتے ہو مراد
خوب نسبت ہے تیرے اقرار اور انکار میں

سختیوں سے غم نہ کر اہل نظر کی سیج میں
رونقِ گلزار ہے ہر ایک نوکِ خار میں

عاشقی میں صادق دے پائیں کے ہر دم جنہیں
روح و دل ہو یار میں گو دست و تن بیگار میں

زلف پردہ ہے گو جب تک ہو قوسِ قزح
گھومتی ہے کب نظر خورشید کے انوار میں

خوف کیا ہے دین و دنیا کے شدائد سے ظہور
جب پڑا ہے توشہ بغداد کے دربار میں

مر گئے ہاں تیرے دربار کے جانے کے لیے
جل گئیں آنکھیں تیرے دیدار کے پانے کے لیے

عمر گزری ہے تڑپتے ہجر میں تیرے مجھے
تیرا دل دم بھر نہ لوچا اس طرف آنے کے لیے

عشق اپنے قیدیوں کو بخشتا ہے آب چشم
و بادام پینے کو اور غم جگر کھانے کے لیے

کیا شدا میں سبز ہوا گلزار عالم میں فقط
شمع دل میرا ہی تھا آتش میں جل جانے کے لیے

عشق سے لہا گئے افلاک اور زمین و آسمان
پشت مجھ نادان کی تھی سب بار ٹھہرانے کے لیے

جگ پہ برساتا ہے آب انبساط ابر قلندر
ژالہ ہائے غم تھے اس کو مجھ پہ برسانے کے لیے

دو جہاں دے کر بھی کب ملتا ہے تیرا ایک بال
حسن یوسف ہی تھا بازار میں بکوانے کے لیے

روئے گل خالی ہے زلف و جعد و خط خال ہے
کب وہ لائق ہے تیری مانند تبلانے کے لیے

خوف کیوں کرتے ہو بد نامی سے مجھ کو شیوا بلا
ہیں جو ہوں ہر حال میں بدنام کہلانے کے لیے

ان کی مجلس میں بوقت رحم و عشرت کاش کے
کوئی ہو میری طرف سے یاد کروانے کے لیے

شور تیرا غوث اعظم کیوں نہ سنتے ہوں ظہور
شاہ فاضلؒ جب کہ ہیں فریاد لے جانے کے لیے

دل کو میرے اس شوخ نے لحظہ میں بلایا ———— خوش باتیں سنا کے

دنیا کے سبھی ڈھنگوں سے بے ڈھنگ بنایا ———— کیا رنگ دکھا کے

لک آن کے اخلاق سے یک لخت بھلائیں ———— لذاتِ جسمانی

دو جگ کا تعلق میرے سینہ سے اٹھایا ———— سینہ سے لگا کے

اک عشوہ کے وار سے میری جان کا طائر ———— زلفوں میں پھنسایا

خاکوں ہی میں اس مرغ مسافر کو رولایا ———— وہ دانہ چھپا کے

اس حسن کی نخوت میں غریبوں کو نہ مارو ———— خون آئے گا دنیا

کیا روز قیامت نہیں واعظ نے سنایا ———— منبر پر کبھی آکے

وعدہ تھا کہ جلد آئیں گے گو ہے بھی نہ آئے ———— کیا خوب وفا ہے!

شائد تجھے استاد نے اُغر فوا نہ بنایا ———— قرآن پڑھا کے!

مجھ زار کا دل چھین کے دیدار نہ دینا ———— انصاف نہیں ہے

قانون وفا پر تجھے کس نے ہے لگایا ———— یہ ڈھنگ سکھا کے

کیا واعظ استاد نے ہے اخذ مناسب ———— بیچارہ ہے معذور

جو سامنے اس برق کے آیا ہے اڑایا ———— دم بھر میں جلا کے

جیسے کہ تیرے ہجر میں دیکھا ہے اے دلبر ———— دشمن بھی نہ دیکھے

افسوس تیری یاد میں اتنا بھی نہ آیا ———— دیکھیں اسے جا کے

کچھ ہوش ہے نادان تیرا دھم کس پر ———— یہ طعن ہے کیسا

ذابحہ نے ذبیحہ پہ کبھی رحم ہے کھایا ———— کارد کو اٹھا کے

یلاز لگایا تھا، کہ دیدار کریں گے ———— امیدٔ ہوئے محروم

بے فائدہ دل عمر کی سختی میں پھنسایا —— اس قید میں آکے
سنتا ہوں کہ غیروں کی طرف رکھنے میں خواہش —— کر خوف رقیباں
اچھا نہیں اوروں سے میرا خون کرانا —— یہ غوغا مچا کے
ہیں غوثِ جہاں جبکہ مریدوں کے نگہبان —— پس تو نے ظہور اب
کیوں نالہ وزاری سے ہے آرام گنوایا —— حضرت کا کہا کے

۵

سنا ہے اس مفتن نے نیا فتنہ جگانا ہے
کسی کو اپنے مشتاقوں سے نزدیکی بنانا ہے

اگرچہ پہلے ہی میں اپنی قسمت سے تو واقف ہوں
مگر اب آخری ڈھنگ کا نصیبہ آزمانا ہے

نصیبوں میں وہی ہے جو مقدر ہے دیے ہم نے
نہ یہ برادران یوسف کی جماعت نے جو لانا ہے

رقیبوں کی ترشروئی سے مت ڈر اے دل ناداں
ڈرا جو خار سے کب گل کو اسنے ہاتھ لانا ہے

شراب شہد سے وہ اپنا قدح شوق بھرتا ہے
بدن کو تیر نشتر کی سپر جس سے بنانا ہے

کشیدہ خاطر ان کو دیکھ کر مشتاق گھبرائے
خدا جانے نتیجہ اس کا صدمہ کس پہ آنا ہے

مجھے بیمل پہ اے ظالم ستم کرنا نہیں لائق
مرے کو مارنے سے یہ زور بازو کیا دکھانا ہے

ملائک اور سبھی حضار محشر مضطرب ہونگے
تیرا انصاف میں نے جبکہ خالق کو سنانا ہے

یقیں ہے پھر وہاں بھی تیر سے اس ناز و ادا کے دلبر
بہرکیف ارتکاب جرم مجھ پر الٹے دبانا ہے

جلے فرقت میں اور یار لقا کی بھی نہیں طاقت
انہیں معلوم کب تک دل نے یہ صدمہ اٹھانا ہے

سوائے غوثِ اعظم دین و دنیا میں نہیں کوئی
ظہورؔ آخر مصائب سے ہمیں جس نے چھڑانا ہے

۵

۵

من بسر خالی ز تاج و عز و جاه آورده ام
مونس اوقات خود افسوس و آه آورده ام
دل کہ غافل از لشکر شیطاں سیاه آورده ام
یا رسول اللہ بدرگاهت پناه آورده ام
ہمچو کاه عاجزم کوهِ گناه آورده ام

نفس بدکار و ہزار حرص و ہوا دارم چناں
ہست در اقوال بد شاغل مرا ہر دم زباں
دست و پا و رزید افعال گویا ہر زماں
سربسر بد کرده ام لیکن ندارم غم ازاں
چوں ترا دو ہر دو عالم قبلہ گاه آورده ام

رشک دارد خبث شیطاں از خباثت ہائے من
نفرت آرد خوئے خلد از کثافت ہائے من
دست حسرت میگزد دوزخ از جسارت ہائے من
ننگ دارد دوزخ از من در شرارت ہائے من
ہیچ نہ دردم مگر روئے سیاه آورده ام

درد مند و کثرت جرم خطا گشتم اسیر
بے نوایم در بلا افتاده بگیر دستگیر
کو رفیق و خیر اندیش و کجا یار و نصیر
یا شفیع المذنبیں جز تو ندارم دستگیر
دست حاجت را بہ پیشِ چوں تو شاه آورده ام

گشت امداد یک دیگر بعالم دلپذیر
ہر کسے بار دیگرے باشد مددگار و مشیر
اے شہا مشکل کشا در زار مسکین و فقیر
جامیٔ بیچاره جز تو ندارد دستگیر
رحم کن یا سید اعمال تباه آورده ام

۵

تصنیف

جناب صفوت مآب شیخ نصیر الحق بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ

جو کہ حضرت اعلیٰ سیدنا مولینا قبلہ ابو الفرح

سید محمد فاضل الدین رضوان اللہ علیہ کے مرید خاص تھے

پکار شریف

لکھو بجاہ فیوض دا انتی سلطان　　فقیر ببابک وانت ذو السلطان

مرا ز جرعہ نداری شہا تو در حرماں　　بگو کہ کیست بجز تو کہ گیرمش داماں

مری پکار دکھی کی سنو شہ جیلاں　　نہیں پناہ ہم کو نیا تیرے داماں

کوٹھوں پہ بیٹھ کے جھیلتے پڑی ہول اتے حیراں　　تاں مال نہ کچھ گن ہے تا حسن کا ساماں

ندست ورد فراق الغیاث یا غوثا　　کنی بحال نزارم نگاہ یا مولا

بنتی اپنے حال کی کرت نصیر اودین　　اپنے سندر پیر سوں جیسے جل بن مین

غریب مفلس و مسکین پڑا ہے تیرے دربار　　خراب بے سر و ساماں کرب واد نہار

جگر پریم کی آتش سوں جل بجیا انگار — کروں جو کس کنے تجھ بن شہا میں ہوئے پکار

فغاں و نالہ و افسوس گریہ ہائے دراز — تراست ظاہر رحمے نمے کنی از ناز

پاؤں سے چلتے تر گئے اور سر سے گئے اکاس — ابھوں نہ پیتم با ہوڑے اب کیا جیو نکی آس

پڑسی ہوں پریم کے ساگر جتے انت نہ ٹھاہ — پھوں تو گڈھ نہیں اور کٹھن ہے پار نباہ

ایسے میں میت کے بھیتر پڑی ہوں آ میرے شاہ — کبھو کر میرے دکھ پر کرم سوں آپ نگاہ

فتادہ بیکس و ناکاں بموج موج خراب — شکستہ کشتی شاہا نشد آب حال بیاب

چھوٹی پیر پڑی بہہ چلی اور ٹوٹی موہاں ناہہ — مدد بھیجو پیر جیو تم بن کوئی نا نہہ

ایسی میں کوپیا اندھاری پڑسی ہوں سکر جار — کیا سو اوگن کیا ناگن کیا تل دہار

کچیل او گنہاری پڑسی ہوں سر بھار — بناں نگاہ شہنشاہ پاؤں کس بدہ بار

رسید بر درت اینک شکستہ روئے سیاہ — مراں کنوں ز جنابت کہ نیست جز تو پناہ

بینتی اور ادبنتی اور نہ ناہمرا کاج — ہاتھ نہ چھوڑو پیر جیو باہنہ پکڑے کی لاج

چرن پیالے ہم کو لے ڈارو جا — کو ڈکھی کو پکڑ کرد یا سو لیوے اٹھا

جگت موں نہ ہمن کا کوئی جو ہوئے سہا — سبھی ہیں اپنی غرض کے دیکھنے میں ٹھور کنا

خر ضعیف فتادہ زپشت ریش بریس — تو آب و کاہ دہی نہ دواش برسیش

ہمے سخت بیکار گو کب گو کرت بہاج — کو کر جن کے دوار کا انت اور نیکو لاج

فغاں اے سید جیلی تو ہمن کی سار — پڑی ہوں ہت کٹھن میں جسے انت نہ پار

قدم قدم منے سولاں اور ناگ ڈنگن ہار — بنا تمہیں سکے نہیں کو کسے کروں میں پکار

نہ قوتے کہ نہم پا بپائیں رہ خونخوار — نہ صبر و تاب کہ پا شد بدل سکون و قرار

تم ہو مگل جہاں کے پار نباہن ہار — کرپا کرو پیر جیو جواب ہے ہم سے کار

ہیبت تمہیں کے سوں ملکوں میں تھر تھری پلیر — تمہیں نگاہ سوں کھلتے ہیں لاکھ قفل و زنجیر
تیری جگت موں نہیں کو شہا مثال و نظیر — تیرے قدم کے تلے ہیں ولی صغیر و کبیر
کہ گر درت آمد ہزبر شیر ژیاں — برند سجدہ بہ پیش جو پیش شیر سگاں
جن کے لوچا نبی جیو جو کرتے آپ دیال — تکی اوستت کیا کریں ہم ہیں دور سوال
تمہیں ہو نور نبی کے علی کے ہو دو نین — زہے سپوت حسن کے جگر بتوں و حسین
اسی خلیل کے ہو تم ایوب کے سکھ چین — تمہیں ظفر کا نشان ہو بجنگ بدر و حنین
چہ سر کنم بدرحت کہ نیست چوں تو عیاں — پس از نبی صحابس بمنزل دو سلی
صورت سندر سرج کے رچیہ پڑے بھگوان — ساغر بوند سمائیکے ہوئے غوث جہاں
گلشن ہو دھو رچرن کی جنوں کے غوث پناہ — پلک میں پاک لی ہوئے مٹا کے کفر و گناہ
پیئے دوا میراں کے ہوئے ہیں قرب اللہ — پو لوے دھو دشمن سیاہ بو لوے دھن دھن تا
نہ ہے نیابت حضرت کی گشتہ عین منیب — نماندہ ذرہ محجوب ماندہ ماند و حبیب
نود بنی کا پرگٹ واہ واہ ہمرے بھاگ — بیہا اور جارا جگت میں جاگ نصیر اجاگ
کسی کو زہد و ریاضت کسی کو قرب حضور — ہمن کو نام میراں سوں ہزار ناز غرور
ہمنس سرگ پڑے ہیں مہنس حور قصور — پڑے جو سیس ہمن پر چرن میراں کی دھوڑ
کہ بہ عت باز آں کسے بہ قرب اللہ — مرا بس است کہ شاہا کنی بہ لطف نگاہ
جب کر پا بولی دھنی کی پایا سانچا پیر — انند بھئے سکھ او بجیو بل بل جائے نصیر
جگت موں فاضل شاہ کا جو نام ہے کے ساتھ — پڑا دوارہ میراں کے نصیر نیٹ آناتھ
تیرا ہے دشمن شاہا ہمن کے اب ہے ہاتھ — اسی بساط کو لے کر ملیں گے جلد گناتھ
نہ ذکر و فکر نہ طاعت نہ استقامت دیں — غلام فاضل شاہ ام سگم ز محی الدین
پہنچا کر یو سدہ منی اور چنتامن سو دھو ؞ میراں میرلل بولنے ہونی ہو سو ہو

حُلیہ شریف

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صورت پاک نبی دی اتوں جندڑی گھول گھماواں
مکھ مکھ واری گھمی جاواں جے اک جھاتی پاواں
آپ خداوند سرجن ہارا اپنا یار پیارا
اپنے ہتھیں آپ بنایا صورت اپرا پارا
جو اُس صورت اپنے کارن خالق آپ بنائی
ستر پردے پلے رکھیا سبھ تے بہت چھپائی
صورت خاص نہ محرم کوئی آدم جن فرشتے!
لکھ یوسف اک بال نہ جیہے نہ کوئی حور بہشتے
جے اک بال اوہ صورت والا ظاہر باہر تھیوے
سورج چند کل فانی ہووَن عالم کوئی نہ جیوے
آکھن دیکھن وچہ نہ آوے عقلوں فکروں باہر
کیا کچھ کہئے کیا کچھ لکھیئے کیا کچھ کریئے ظاہر
جیہڑی صورت ساڈے طالع دنیا اُتے آئی
جو کجھ وچہ حدیثاں لکھیا سو میں آکھ سنائی

کتنکے دتّا رنگ نبی دا جگ مگ نور چمکے!
اکھیں پانی بھر بھر آوے کون نبی دل تکّے

کالے بال تے سوہنی صورت واہ واہ رنگ سہانا
جے کوئی پاوے دل تے جھاتی عقلوں پھرے دیوانہ

قد مبارک جگ تے سوہنا وچہ دلاں دے وسّے
جے سو لمبا پاس کھلووے تاں بھی نیواں دسّے

کالے بال اوہ کنڈل والے جیونکر سوتے دیاں تاراں
نور الٰہی پیا برسے جیونکر مینہ بہاراں!

بال مبارک روپ پلیٹے شکن کناں تائیں
دھن دھن بھاگ اوہ شہر مدینہ دھن دھن بھاگ اوہ جائیں

چوڑا متھا بھواں کماناں نہ اوہ ملے نہ کھلے
ایسا حسن خدا نے دتا کون نبی دل تکّے!

وڈیاں اکھیں سُرمہ سوہے ڈورے وچہ سوہنیدے
بہت شرابن نیواں دیکھن واہ واہ صورت بندے

اونچا نک مبارک حضرت پتلے ہونٹ سہانے
ایسا حسن نہ ظاہر ڈٹھا نہ کسے وچہ جہانے

دند مبارک موتی لڑیاں دمکے نور ربانا
حسن نبی دا کیا کجھ کہئے جے سو لاکھ سیانا
چہرہ روشن دیکھ کے ایہا سورج ہو شرمندہ

ہول جگت دا پیدا ہویا خاوند ہوکے بندہ
کالی داڑھی بہت گھنکی منہ تے بہت سہاوے
ذاتی نور قدیمی اپنا خاوند آپ وکھاوے
گوری گردن حضرت سوہے سورج چند بگھارے
کھڑے دروازے بھکیا منگدے رتی ادھی سارے
سینہ پاک نبیؐ صاحب دا آہا بہت کشادہ
سری نور الہٰی بھریا سبھ نقصانوں سادہ
سوہنا خط مبارک حضرت ناف سینہ وچکارے
اک اک وال چمکدا آہا جیسے عنبر تارے
کتنے بال سوا اس خط سے اوہ بھی آہے نالے
سینہ پاک تا مونڈیاں اُتے ہوہے سوہنے کالے
ساعد اُتے بال گھنیرے سوہندے حضرت تائیں
صفت نبیؐ دی کیا کجھ کہیئے جندڑی گھول گھمائیں
باہاں لمبیاں بہت درازاں زانوں اپڑیندے
دست مبارک پاک نبی دے سب جگ کارن جیندے
بدل وانگ ہتھیلی حضرت برسے سنجھ صباحیں!
پٹھ بر تھے سوہے آہے کس مکھ آکھ سنائیں
پتلیاں انگلیاں لمیاں حضرت وانگ دریاویں نہراں
بخشش کرنا کم اوہناں دا ہر جگ پنڈاں شہراں

بدن مبارک پاک نبی دے مکھی مول نہ بہندی
سر دے اُتے سدا ہمیشہ چھاں بدل دی ہندی
پاک نبی دے مونڈھیاں اندر سورج وانگر چمکے
مُہر نبوّت حضرت سندی نور الٰہی چمکے
کمر باریک نہایت سندر بہت عجائب آہی
ایسے قدم مبارک حضرت بندہ کے الٰہی
قدم مبارک پاک نبیؐ تے جس تے بہوں بڈیائی
پھرے آسماناں ستاں اُتے جس دی حد نہ کائی
نقش برابر تل نہ اُنتے آہا بہت برابر
ذرہ رتی فرق نہ آیا واہ وا میرے سرور
جو سی صورت پاک نبی دی سبھ میں آکھ سنائی
جو کوئی پڑھے بہشتی ہووے ہور نہیں گل کائی
چالی رات اکتالیس واراں جو کوئی پڑھے پڑھاوے
کہے نصیر افضل شاہی پاک نبیؐ نوں پاوے
جس گھر اندر ایہہ تحفہ ہوسی، ہوسی رد بلائیں
اوس گھر اندر برکت رہسی روز قیامت تائیں
عاصی بندہ نال گناہاں آہا عمر دنجائے
گل پا پلّا پائے آیا رائیگاں وقت گواکے
توبہ توڑی لاکھاں واری ثابت قدم نہ رہیا

جو کجھ کیتا مندا کیتا دل تے نام نہ کھیا
وڈا سفر قیامت آہا توشہ کجھ نہ پلّے
نال گناہاں تھم شرمندہ دس نہیں کجھ چلّے
ہور اندے کجھ پلے ہوسی مینوں نام شہا نا
ایہو توشہ ایہو دینی ایہو مال خزانا
کتّا ہاں میں شاہ شہاں دا جو ہے پیارا تیرا
فرزند تساڈے نور اکھیں دا اُسدا ہاں میں چیرا
حضرت خاتوں قبلہ میرا سر میرے دا سایہ
دونوں ذاتی حضرت میرے جاں دُنیا پر آیا
کولا آل اصحاب تیراندا دل تھوں ہاں قربانی
سبھ نور تیرا میں جاتا تیری کوئی ہے نہ ثانی
کہہ نصیر افاضل شاہی ذات مبارک اگے
روز حشر دے کرو شفاعت تتّی دا نہ لگے
سنجھ صباحیں کلمہ تائیں دل نوں رکھ پیارا
برکت کلمہ پاک نبی دی امت دا چھٹکارا

۵

اب آگ ہجراں موں مجھے سر پاؤں لگ جرنا پڑا!
ہر دم پیہ پیہا ہوئے کرکر پیو پیو مرنا پڑا
مجھ کو اکیلی چھوڑ کر ساجن چلے پردیس کوں
دن رین پیا بھوگ موں یہ دکھ لہو بھرنا پڑا!
کہہ رہی سکھی اب کیا کروں پیا بن رہا جاتا نہیں
اب زہر یا گھاء کھائے کر یہ جیو فدا کرنا پڑا
طوفان آتش کا مجھ آیا چھوڑا پیا کا
اس آگ کے دریائے موں بن بال مجھ ترنا پڑا
جب تھوڑ دیکھوں پیا بن جبر بل بجھوں سر پاؤں تک
دیا میں پاپن کیا کیا یہ دکھ مجھے بھرنا پڑا
جب لگ نہ دیکھوں نین بھر اپنے سلونے پیو کیں
جیو میں بن پانی جرے تس بھا ٹھ مجھ جرنا پڑا
اک پاؤں لگ ٹھادی جروں آتش لگی ہے پریم کی
یہ تن جرا من بھابڑی پل پل مجھے جلنا پڑا
یہ کون دوتی آیا جس پیو د چھوڑا پایا
ہائے دوتیا توں جل بجھیں جلیبا مجھے جلنا پڑا

کر یاد صورت پیا کی میرے نین بھر بھر آوتے
روؤں رے نینوں پا پیو اپنا کیا بھرنا پڑا
بل بل جاؤں اس سکھ پر جو آکھے پیا آ گیا
آ رے پیا میں بل بل جاؤں تجھ بن مجھے مرنا پڑا
دیا دیئیں مجھ پنکھڑے نت اڈ دیکھوں پیا اپنا
ناں پنکھ ناں بل پاؤں میں لاچار رہنا پڑا
راکھو میاں گھر اپنا نگری تمہاری سکھ بسے
ہم تو بکھارے پیا کے در در مجھے رُلنا پڑا
کہہ رہے فقیرا کیا کروں فاضل دو لوک کے بھیٹ کو
یہ سیس اپنا کاٹ کر پاؤں تلے دھرنا پڑا

۵

مندرجہ ذیل تقریبات دربار قادریہ قاضیہ دہٹالہ شریف لاہور کے زیر اہتمام روایات قدیمہ کے مطابق ادا ہوتی ہے :-

عید میلاد النبیؐ	۱۲ ربیع الاوّل
نیاز حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام	۲۱ رمضان
نیاز حضرت امام حسن علیہ السلام	۲۸ صفر
نیاز حضرت امام حسین علیہ السلام	۱۰ محرم
نیاز حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۱۸ رجب
عرس مقدس حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ	۲۰ صفر
نیاز بارہ آئمہ رضی اللہ عنہم	۱۷ محرم
عرس مقدس حضرت غوث الاعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ، وعظمہ اللہ بابقاء طریقتہ،	۱۰ ربیع الثانی

— ہر ماہ قمری کی دسویں تاریخ کو گیارھویں شریف منعقد ہوتی ہے :-

عرس مقدس حضرت شاہ کمال کیتھلی رضی اللہ عنہ،	۲۹ جمادی الثانی
عرس مقدس حضرت شاہ سکندر کیتھلی رضی اللہ عنہ،	۱۱ جمادی الثانی
عرس مقدس حضرت شیخ محمد طاہر بندگی رضی اللہ عنہ،	۱۶ محرم

تاریخ	عرس
۱۳ ربیع الاوّل	عرس مقدس حضرت شیخ محمد افضل رضی اللہ عنہ یہ عرس مقدس کلانور شریف کے مزار سے متعلق ہے
۲۱ رمضان	عرس مقدس حضرت آغا سید بدیع الدین شہید رح
۷ ذوالحجۃ	عرس مقدس حضرت قطب معظم سید ابوالفرح محمد فاضل الدین قادری سجادہ نشین اوّل و بانی دربار قادریہ فاضلیہ بٹالہ شریف رضوان اللہ علیہ
۵ ربیع الثانی	عرس مقدس حضرت سید غلام قادر سجادہ نشین دوم دربار قادریہ فاضلیہ بٹالہ شریف رضوان اللہ علیہ
۷ شعبان	عرس مقدس حضرت سید غلام غوث سجادہ نشین سوم دربار قادریہ فاضلیہ بٹالہ شریف رضوان اللہ علیہ
۱۳ ربیع الثانی	عرس مقدس حضرت سید محمد شاہ سجادہ نشین چہارم دربار قادریہ فاضلیہ بٹالہ شریف رضوان اللہ علیہ
۷ شوال	عرس مقدس حضرت سید احمد شاہ سجادہ نشین پنجم دربار قادریہ فاضلیہ بٹالہ شریف رضوان اللہ علیہ
۲۶ ذیقعدہ	عرس مقدس حضرت سید حسین شاہ سجادہ نشین ششم دربار قادریہ فاضلیہ بٹالہ شریف رضوان اللہ علیہ
۱۰ شوال	عرس مقدس حضرت سید ظہور الحسین سجادہ نشین ہفتم دربار قادریہ فاضلیہ بٹالہ شریف رضوان اللہ علیہ
۷ ربیع الثانی	عرس مقدس حضرت قبلہ مرشدنا مولانا سید نذر محی الدین شاہ قادری رضوان اللہ علیہ سجادہ نشین ہشتم دربار قادریہ فاضلیہ (بٹالہ شریف) لاہور